﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 — جمعۃ المبارک 17 جون 2016ء — 11رمضان 1437 ہجری قمری ❁ 17احسان 1395 ہجری شمسی — شمارہ25

مسافر کے لئے روزہ سے رخصت

ایک صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک سفر کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: آؤ ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہو جاؤ۔ مَیں نے عرض کیا مجھے تو روزہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ مسافر کو اللہ تعالیٰ نے روزہ سے رخصت دی ہے اور آدھی نماز بھی معاف کر دی ہے۔ (یعنی مسافر قصر کے نتیجہ میں آدھی نماز پڑھتا ہے۔)

(جامع ترمذی کتاب الصوم باب الرخصة فی الافطار حدیث نمبر 649)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اپنے اندر قوّت جاذبہ پیدا کرو اور قوّتِ جاذبہ اُس وقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنو گے۔

جو شخص اپنا نشوونما نہیں کرتا وہ تو اپنے کنبہ کو بھی درست نہیں کر سکتا۔ پس قوّتِ روحانی پیدا کرو۔ دیکھو نبی، رسول سب ایک ایک ہو کر ہی آئے ہیں مگر وہ صادق اور جاذب تھے۔

تم اپنی تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکھو: (1) نفسِ امّارہ کے مقابل پر تدابیر اور جدّ وجہد سے کام لو۔ (2) دعاؤں سے کام لو۔ (3) سست اور کاہل نہ بنو اور تھکو نہیں۔

''اپنے اندر قوّت جاذبہ پیدا کرو اور قوّتِ جاذبہ اُس وقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنو گے اور اگر تم صادق نہیں تو تمہاری نصیحت ایسی ہے جیسے پرنالہ کا پانی موجب فساد ہوتا ہے۔ پس صادق کے واسطے ورزش کی اشد ضرورت ہے۔ جیسے ایک پہلوان کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے کہ مقابلہ کر سکو۔ اگرچہ وہ بھی تمہارے جیسا آدمی تھا۔ جسمانی نشوونما میں اس نے ترقی کی اور ورزش کر کے یہ طاقت حاصل کی۔ پس تم روحانی قویٰ میں ورزش کر کے روحانی پہلوان یعنی صادق مومن بنو۔ جو شخص اپنا نشوونما نہیں کرتا وہ تو اپنے کنبہ کو بھی درست نہیں کر سکتا۔ پس قوّتِ روحانی پیدا کرو۔ دیکھو نبی، رسول سب ایک ایک ہو کر ہی آئے ہیں مگر وہ صادق اور جاذب تھے۔ مال کی غریبی اور کمزوری جدا چیز ہے۔ روحانی قوّت ہونی چاہیے۔ ہاں کشش میں بھی وہی سعادت مند ہوتے ہیں جن کو کچھ مناسبت ہوتی ہے۔ مثلاً انجن سرد ہے تو فائدہ نہیں دے سکتا۔ اگر خوب گرم ہے تو سو گاڑی بھی لے جاوے گا۔ پس گرم اور پُر تاثیر مومن بنو۔ اس ہماری جماعت کے واسطے خدا کا وعدہ ہے کہ دنیا میں پھیلے گی۔ پھر اگر طاقت والے اور اس کے پھیلانے والے اَور لوگ ہوں گے تو تم نے کیا حاصل کیا؟

اب سوال یہ ہوگا کہ طاقت کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صادق اور پکّا بندہ بن جاوے تاکہ کسی زلزلہ سے برگشتہ اور مُنہ پھیرنے والا نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ سارے ہی باخدا اور عاقل تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے بڑھ کر ایسے وفادار تھے کہ کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی لیے آپ کو سانپوں اور درندوں اور خاردار کانٹوں والا جنگل اس کے درندے، حیوانات انسانی شکل میں دکھلائے گئے۔ پھر ملک بھی ایسا اس کے سپرد کیا کہ جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی شریر النفس نہ تھا۔ پھر آئے ایسے وقت پر کہ تمام مُردہ اور فساد کی جڑھ تھے۔ جیسے فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) اور گئے ایسے وقت پر کہ فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ:4) الآیۃ: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (النصر:2)۔ اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی محبت الٰہی اور قوّت جاذبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر تھی۔ پس خدا تعالیٰ کے خاص بندوں اور غیروں میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ قوّتِ ایمانی اور استقامت ایسی ہو کہ کسی رکاوٹ شدید سے باز نہ رہے۔ اس صفت سے جس کو جتنا حصہ ملا ہے اتنا ہی وہ برکت کا موجب ہوگا۔

میرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکھو:

(1) نفسِ امّارہ کے مقابل پر تدابیر اور جدّ وجہد سے کام لو۔ (2) دعاؤں سے کام لو۔ (3) سست اور کاہل نہ بنو اور تھکو نہیں۔

ہماری جماعت بھی اگر بیج کا بیج ہی رہے گی تو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جو ردّی رہتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو بڑھاتا نہیں۔ پس تقویٰ، عبادت اور ایمانی حالت میں ترقی کرو۔ اگر کوئی شخص مجھے دجّال اور کافر وغیرہ ناموں سے پکارتا ہے تو تم اس بات کی کچھ پروا بھی نہ کرو۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے تو مجھے ان کے ایسے بدکلمات اور گالیوں کا کیا ڈر ہے۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو کافر کہا تھا۔ ایک زمانہ ایسا آگیا کہ پکار اُٹھا کہ میں اُس خدا پر ایمان لایا جس پر موسیٰ اور اس کے متّبع ایمان لائے ہیں۔ ایسے لوگ یاد رکھو کہ مخنّث اور نامرد ہوتے ہیں۔ یہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے ایک بچہ بعض اوقات اپنی ماں اور باپ کو بھی ناسمجھی کی وجہ سے گالی دے دیتا ہے، مگر اس کے اس فعل کو کوئی برا نہیں سمجھتا۔

پس یاد رکھو کہ نری بیعت اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کچھ بھی سودمند نہیں۔ جب کوئی شخص شدّت پیاس سے مرنے کے قریب ہو جاوے یا شدّت بھوک سے مرنے تک پہنچ جاوے تو کیا اس وقت ایک قطرہ پانی یا ایک دانہ کھانے کا اس کو موت سے بچالے گا؟ ہرگز نہیں۔ جس طرح اس بدن کو بچانے کے واسطے کافی خوراک اور کافی پانی بہم پہنچانے کے سوائے مفر نہیں۔ اسی طرح پورے جہنم سے تھوڑی سی نیکی سے تم بھی بچ نہیں سکتے۔ پس اس دھوکہ میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے۔ ہدایت بھی ایک موت ہے۔ جو شخص یہ موت اپنے اُوپر وارد کرتا ہے اس کو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی ابتدائی حالت کے واسطے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ (المائدۃ: 106) یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو۔ اپنے امراض کو دُور کرو۔ دوسروں کا فکر مت کرو۔ ہاں رات کو اپنے آپ کو درست کرو اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت کر دیا کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے اور تمہاری کمزوریوں کو تم سے دور کرے اور اعمال صالحہ اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے۔ آمین۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 179-181۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تربیتِ اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 8

خدا سے محبت کرنا سیکھیں اور تعلق جوڑیں:

سات سال سے کم عمر کے دور میں یہ ذکر آ چکا ہے کہ بچوں کو جب کوئی چیز دیں تو یہ کہہ کر دیں کہ یہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اس طرح بچپن سے بچوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ سات سال کے بعد کی عمر میں بچے کو اللہ تعالیٰ کی صفات بتا کر ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنے کی نصیحت کرتے رہنا چاہیئے۔ محبتِ الٰہی پیدا کرنے کا طریق بھی یہی ہے کہ روزانہ صفاتِ الٰہیہ پر غور کیا جائے۔ یہ دیکھا جائے کہ خداتعالیٰ کے کس قدر انعامات اور افضال ہمیں پہنچ رہے ہیں۔ اس طرح محبتِ الٰہی کا دریا دل میں موجزن ہو جائے گا اور پھر ان صفات کو اپنے وجود میں پیدا کرنے کی کوشش ہوگی تو اس طرح یہ مزید نیکیاں پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔

دعاؤں کی تحریک کرتے رہنا:

چھوٹی عمر میں بچوں کو دعاؤں کی تحریک کرنے کے بارے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں:

”جب میں چھوٹی سی لڑکی تھی تو حضرت مسیح موعودؑ نے کئی بار فرمایا کہ میرے ایک کام کے لئے دعا کرو یا دعا کرنا۔ ذرا غور کرو! کہاں وہ ہستی برگزیدہ عالی شان اور کہاں میں۔ مگر آپ مجھے دعا کو کہتے ہیں! یہ اس لئے ہوتا تھا کہ بچوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ ہم نے بھی دعائیں کرنی ہیں اور تا دعاؤں کی عادت پڑے اور بچے جان لیں کہ اللہ کا درِ رحمت کھلا ہے۔ مانگو گے تو پاؤ گے۔ یہ آپ کی تربیت تھی دعا کے متعلق۔ اسی طرح حضرت خلیفہ اوّل اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں آپ کی رُوحِ اقدس پر ہوں بڑے پیار سے فرماتے کہ ’میرے لئے دعا کرتی ہو؟ میرے لئے بھی دعا ضرور کیا کرو‘۔ غرض یہ سب باتیں اس لئے تھیں کہ دعا کی اہمیت دل میں جاگزیں ہو جائے۔“ (ملاطفات صفحہ 32,31)

دینی تعلیم کے ساتھ تعلیم کا فلسفہ بھی سمجھانا:

دینی تعلیم یا جس بات پر بھی بچے کو عمل کرنے کی تلقین کی جائے اگر اس کی غرض و غایت بھی سمجھا دی جائے تو بچہ نہ صرف بشاشت سے اس پر عمل کرنے لگے گا بلکہ آئندہ یاد بھی رکھے گا اور دوسروں کو بھی اس کی مؤثر ترغیب دلا سکے گا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کی نصیحت کے مطابق بعث بعدالموت کے دلائل بھی بچوں کے ذہن نشین کروانے چاہئیں اس کے بغیر کبھی صحیح اور عمدہ تربیت نہیں ہوسکتی۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 393)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص حیاتِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ نہ خدا کو بھول سکتا ہے اور نہ نیکی سے غافل ہوسکتا ہے۔

اخلاقی تعلیم کی ضرورت:

بچپن میں ہی اخلاق کی داغ بیل پڑتی ہے، اس لئے بچوں میں اخلاقِ حسنہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ پانچ بنیادی اخلاق بچوں کے ذہن نشین کروائیں اور اُن سب پر عمل کرنے کی تلقین خصوصاً سچائی کو اپنا شعار بنانے کی نصیحت کرتے رہیں۔ اس بات کی خصوصیت سے نگرانی کی بھی ضرورت ہے کہ وہ ہر حالت میں سچ بولیں اور جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہوں اور کسی قیمت پر اُن کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کیا جائے۔

بچوں کو شکر گزاری کی بھی تعلیم دی جائے کہ وہ اللہ کا بھی اور اس کے بندوں کا بھی شکر ادا کیا کریں۔ اسی شکر گزاری کے نتیجہ میں ہی انسان صبر، قناعت اور غنا کے اوصاف سے نوازا جاتا ہے۔

بچے میں یہ عادت بھی پیدا کی جائے کہ وہ گھر سے باہر والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے۔ پھر بچوں کا کردار سنوارنے میں ٹوپی پہننے کی عادت کا بھی بہت دخل ہے۔ یہ نہ صرف قومی شعار ہے بلکہ اس سے ذمہّ داری کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کو سکھائیں کہ گھر سے باہر ننگے سر نہ پھرا کریں۔ خصوصاً مساجد میں اور اطفال الاحمدیہ کی مجالس میں تو ہمیشہ ٹوپی پہن کر حاضر ہونے کی عادت ڈالیں۔ اسی طرح بچیوں کو سر پر دوپٹہ لینے کی عادت ڈالنی بہت ضروری ہے۔

خلافت سے وابستگی:

بچوں کے دل میں خلیفہ وقت کی محبت پیدا کرنا اور ان سے ذاتی تعلق قائم کروانا اور انہیں دعا کی غرض سے خطوط لکھنا اور بچوں سے لکھوانا، اسی طرح ان کے خطبات سے استفادہ کرنا ہماری نہایت اہم ذمہّ داری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں۔ اب خلافت سے وابستگی میں ہی آپ کی زندگی اور بقا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 2003ء بمقام بیت الفتوح، لنڈن)

اس غرض کے لئے ہمارا فرض ہے کہ گھر میں خطبہ جمعہ پوری توجہ کے ساتھ سنا جائے۔ حضورانور کے بچوں کے ساتھ پروگرامز بھی بچے اہتمام کے ساتھ سنیں۔ اسی طرح حضورانور کو دعا کے لئے ضرور لکھیں۔ نیز ہر اہم موقع پر رہنمائی اور دعا کے لئے حضورانور کی خدمت میں ضرور لکھا جائے۔

بچوں کے دلوں میں نظامِ سلسلہ کا احترام پیدا کرنا اور خود جماعتی عہدیداروں پر تنقید نہ کرنا:

والدین کو چاہئے کہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کے دلوں میں نظامِ سلسلہ کا احترام اور اس سے محبت اور وفاداری کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے عملی نمونے سے انہیں عہدیداران کی اطاعت سکھانے کی سعی کریں۔ جو والدین ایسا نہیں کرتے وہ یقیناً اپنی اولاد کو ایک بڑی سعادت اور خوش بختی سے محروم رکھنے والے ہوتے ہیں۔

اور پھر یہ بات بھی از حد ضروری ہے کہ بچوں کے سامنے کبھی عہدیداران کا ذکر منفی رنگ میں نہ کیا جائے۔ اس سے بچوں میں عہدیداران اور نظام سے محبت کم ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم نے دیکھا ہے کہ بعض ایسے احمدی جو اپنی ذات میں ہمیشہ ذاتی طور پر جماعت سے منسلک رہے اور کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ بے وفائی کرکے الگ ہو جائیں گے لیکن انہوں نے اپنے گھروں میں اپنی کسی محرومی کے احساس کے نتیجے میں ہمیشہ جماعت کے عہدیداروں پر تنقید کی، نتیجہ یہ نکلا ان کی اولادیں ضائع ہوگئیں یا جماعت کو چھوڑ گئیں یا وہ زبانیں جو گھر میں چھپ کر دراز کرتے تھے ان کو باہر گلیوں میں دراز کرنے کا موقع ملنا شروع ہوا، جرأت ہونی شروع ہوئی اور کھلم کھلے جماعت کے باغی بن کر انہوں نے زندگیاں بسر کرنی شروع کیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ان کو خدا کی تقدیر نے جماعت سے منقطع کرکے الگ پھینک دیا۔ تو ایسے دانشوروں کو مَیں سمجھاتا ہوں، ان کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہوش کرو۔ قرآن کریم جب فرماتا ہے لَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ (الانعام:152) اس کا یہی مطلب ہے۔ تو یہ نہ سمجھو کہ قتل اولاد سے مراد یہ ہے کہ چھریاں چاقو لے کر اُن کو قتل کرو گے۔ تم اپنے ہاتھوں سے اپنی اولادوں کو قتل کر رہے ہوتے ہو اور تمہیں کوئی احساس نہیں ہوتا کہ تم نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔ وہ لوگ جو خدمت دین میں مصروف ہیں، جن کو تم اپنی ظالمانہ تنقید کا نشانہ بناتے ہو اُن پر تو خدا فضل فرمائے گا اُن کی بدیاں دن بدن جھڑتی چلی جائیں گی، اُن کی کمزوریاں دُور ہوتی چلی جائیں گی، وہ ابرار کی حالت میں جان دیں گے مگر تمہارے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ تم کس حالت میں جان دو گے اور تمہاری اولادوں کے متعلق تو غالب احتمال ہے کہ وہ ایسی حالت میں جان دیں گی کہ خدا کے حضور مجرم ٹھہر چکی ہوں گی۔“ (بحوالہ خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 770)

اچھائی اور برائی کا شعور پیدا کرنا اور برائیوں کو اچھائیوں میں تبدیل کرنا:

بچوں کے ساتھ بیٹھ کر اُنہیں اچھائیوں اور برائیوں کے فلسفہ سے آگاہ کریں، اُن سے تبادلہ خیال کریں اور ان کے حسن و قبح سے آگاہ کریں۔ یہ بتائیں کہ اچھائیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں۔ یعنی نیکیاں بڑھانے سے برائیاں جگہ چھوڑتی چلی جاتی ہیں۔ جیسے ایک کمرہ میں زیادہ لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش نہ ہو تو جو لوگ پہلے بیٹھے ہوتے ہیں وہ نئے آنے والوں کے لئے جگہ خالی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جو لوگ اس نفسیاتی نکتہ کو نہیں سمجھتے وہ ہمیشہ بدیاں دور کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ کیونکہ انسانی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یہ نہ کرو تو سوال یہ ہے کہ کیوں نہ کرے، اس سے بہتر کوئی چیز ملے گی تو نہیں کرے گا ورنہ وہ اپنی ضد پر قائم رہے گا۔ فطرت چاہتی ہے کہ کوئی اس کا متبادل ہو۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ آپ جب اپنے گھروں کی، اپنے بچوں کی، اپنی عورتوں کی تربیت کرتے ہیں تو اس بات کو پیش نظر رکھا کریں کہ اگر ان کو میوزک سے ہٹانا ہے یا گندی قسم کے گیتوں سے اور گندے فلمی گانوں سے ہٹانا ہے تو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظمیں اچھی آواز میں تیار کریں جو دل پر گہرا اثر کرنے والی ہیں۔ جب آپ وہ نظمیں ان کو سنانا شروع کریں گے تو آہستہ آہستہ ان کی لذتوں کے معیار بدلنے شروع ہوں گے۔ ایک چیز داخل ہو گی دوسری کو دھکیل باہر کر رہی ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ صرف سمجھانے سے نہیں بلکہ نیکی کروانے سے نیک اثر ہوتا ہے۔

اچھی تعلیم دلوانا:

سکول جانے کی عمر ہو جائے تو ضروری تیاری کروا کے بچوں کو سکول داخل کروایا جائے اور تعلیم کے لئے ہر ممکن سہولت مہیا کرنے کی کوشش کی جائے۔ تعلیم دلوانے کی بجائے وقتی فائدہ کے لئے بچوں کو کسی اور کام میں لگا کر اُن کے مستقبل کو اپنے ادنیٰ کاموں کی خاطر تاریک نہیں کرنا چاہیے۔ بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر بہت بڑا ظلم ہے بلکہ اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ پھر بچے کون سی نئی باتیں تعلیمی اداروں میں سیکھ رہے ہیں ان سے جس حد تک ممکن ہو آگاہی حاصل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ سکول کے ہوم ورک اور دیگر پڑھائی میں والدین بچے کی رہنمائی اور مدد کرنے والے ہوں، لیکن یہ اس انداز سے نہ ہو کہ بچہ انحصار کرنے لگے اور اس کے بغیر دو قدم بھی نہ چل سکے۔ پڑھائی میں جو مضامین بچے کو نسبتاً مشکل یا خشک اور boring محسوس ہوں اُن میں دلچسپی اور بہتری لانے کے لئے کوئی بہتر اور مختلف طریق کار اختیار کرنے کی کوشش بھی مفید سکتی ہے۔ اس طرف نسبتاً زیادہ وقت مختص ہو اور بچے کو اُن مضامین کی اہمیت اور فوائد سے آگاہ کیا جائے۔ دوسری طرف بچے کیلئے جو مضامین آسان ہوں اُن میں بچہ پوری دلچسپی لیتا رہے تا اُن میں کمزوری نہ آئے۔ آسان مضامین بچے کے گریڈز کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ والدین کو گاہے بگاہے پڑھائی میں ٹیسٹ بھی لیتے رہنا چاہئے۔ بچے میں اس بات کی عادت اور صلاحیت پیدا کرنی چاہئے کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی پڑھائی میں مدد کر سکے اس سے بچے کی اپنی تعلیمی قابلیت بڑھنے کے علاوہ اُس میں خود اعتمادی بھی بڑھتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے اساتذہ سے بھی وقتاً فوقتاً رابطہ رکھنا کافی فائدہ مند اور بچوں کی تعلیمی پراگریس میں بہتری کا موجب بنتا ہے۔

سکول کی نصابی تعلیم کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں مثلاً تقاریر، نظم خوانی اور مضمون نویسی، سکاؤٹنگ وغیرہ میں حصّہ بھی بچے کی تعلیم کا حصّہ ہی سمجھنا چاہئے اور ان میں شرکت کے لئے بچے کی حوصلہ افزائی کرتے رہنا چاہئے۔

روزانہ کسی کھیل میں شمولیت:

بچوں کو کسی نہ کسی کھیل میں روزانہ شریک کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ کھیل ایسی ہو جس سے ایک تو جسم کو فائدہ پہنچے، دوسرے ذہن کو فائدہ پہنچے اور تیسرے وہ آئندہ زندگی میں کام آئے تو سب سے بہتر ہے۔ مثلاً تیراکی، دوڑنا، نشانہ بازی، غلیل چلانا اور نگرانی میں ائیرگن یا بندوق چلانا، جوڈو، کراٹے وغیرہ۔

کھیل کے اوقات بھی مقرر ہونے چاہئیں اور کھیل کے میدان میں بھی اس امر کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ بچے اپنے ہم عمروں کے ساتھ ہی کھیل میں شامل ہوں۔

جدید ایجادات کا درست استعمال:

چھوٹی عمر میں بچوں کو خاص عمر سے پہلے فون نہ دیئے جائیں۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ آج کی ضرورت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انٹرنیٹ گھر میں ہو تاکہ بچے باہر جا کر انٹرنیٹ کیفے یا دوستوں کے گھروں میں جا کر غلط باتوں میں نہ پڑیں۔ انٹرنیٹ کا غلط استعمال بھی ایک قسم کا ایک نشہ ہے اور نشہ بھی لغویات میں ہے۔ کیونکہ جو اس پر بیٹھتے ہیں بعض دفعہ جب عادت پڑ جاتی ہے تو فضولیات کی تلاش میں گھنٹوں بلاوجہ، بے مقصد وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ باتیں بچوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ ان تمام برائیوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ چھوٹے بچوں کا کمپیوٹر پر ٹائم مقرر کیا جائے۔ والدین خود بھی کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا استعمال سیکھیں اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر اچھی چیزیں دیکھیں تاکہ ان کا اچھی چیزوں کی طرف رجحان پیدا ہو۔

اردو زبان کا اچھا علم دلوانا:

ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستانی والدین کے گھر پیدا ہونے والے بعض بچوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بدقسمتی سے وہ اپنی مادری زبان سے اس قدر بھی واقف نہیں کہ کم از کم عمومی قسم کے خطابات کی اردو ہی سمجھ سکیں۔ اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ بعض اوقات اس بات پر فخر کرتے ہیں جبکہ یہ شرم کا مقام ہے۔ اردو یا کسی اور زبان سے واقفیت نہ ہونا کوئی فخر کی بات نہیں۔ لیکن اپنی مادری زبان سے ناواقفیت تو بہت ہی شرم کی بات ہے۔ یہ ایک ایسا احساس ہے جسے احساسِ کمتری کہا جاتا ہے۔ اور احمدیوں کو اس سے بلند ہونا چاہئے۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ آئندہ جماعت اس بات کی ذمہ داری اٹھائے گی کہ جو لڑکے اور لڑکیاں پاکستانی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اردو زبان کا نہ صرف اچھی طرح علم رکھتے ہوں بلکہ انہیں اردو ادب سے بھی واقفیت ہو اور اسی طرح وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں۔ چنانچہ اس طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔ (بحوالہ خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 150)

..............................(باقی آئندہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 405

مکرم رضوان محمد اسماعیل صاحب

مکرم رضوان محمد اسماعیل صاحب کا تعلق سیریا سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1962 میں ہوئی۔ پھر انہیں 2008ء میں مع اہل وعیال بیعت کرنے کی توفیق ملی۔وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا مختصر احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

زیارت رسولؐ

میرا جماعت احمدیہ کی طرف سفر اس جماعت سے تعارف سے بہت سال پہلے اس وقت شروع ہو گیا تھا جب مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے پاس دیکھا۔آپ کے گرد بے شمار عرب جمع تھے اور آپ سے یہ معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر رہے تھے کہ آپ پہاڑ کو اٹھا کر دوسری جانب رکھ دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی خاص قدرت اور نصرت سے ایسا کر دکھایا۔ پھر جب ان عربوں نے یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جہاد کی طرف بلایا، لیکن انہوں نے عذر کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ کیا یہ وہ نام نہاد عرب ہیں جنہوں نے سب کچھ دیکھ کر بھی آپؐ کی آواز پر لبّیک نہیں کہا۔ اسی پر یہ رؤیا ختم ہو گیا اور مَیں اس کی تعبیر ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگ گیا۔ مجھے اس کی کوئی مناسب تعبیر تو نہ ملی تاہم کئی سال گزرنے کے باوجود یہ رؤیا میرے ذہن میں تازہ رہا۔مَیں نے تعبیر جاننے کی غرض سے بعض لوگوں کو یہ رؤیا سنایا تو انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح زیارت ناممکن امر ہے اس لئے لگتا یہی ہے کہ تم نے یہ رؤیا اپنی طرف سے ہی گھڑ لیا ہے۔

مَیں جس مسجد میں نماز کے لئے جایا کرتا تھا وہاں کچھ عرصہ کے بعد ایک نیا خطیب آیا جو نہایت متکبر اور مغرور تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ دینی علوم کے حصول میں سب سے آگے نکل گیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ہر مخالف پر اپنی علمیت جتلانے کی غرض سے تابڑتوڑ حملے کرتا۔مَیں کچھ عرصہ تک تو ناگواری سے اس کی بات سنتا رہا تا آنکہ میری برداشت جواب دینے لگی۔ چنانچہ مَیں اس کے خطبات میں مذکور بعض قابل اعتراض امور کا قرآن وسنت کی روشنی میں ردّ لکھ کر اسے بھیجنے لگ گیا۔ میرے کسی ردّ سے مشتعل ہو کر اس نے تکفیر کا دیرینہ ہتھیار استعمال کرتے ہوئے مجھے کافر اور ملّت سے خارج قرار دے دیا۔ نیز اپنے فتویٰ تکفیر کے ساتھ میری مسجد بدری کے احکام بھی صادر فرما دیئے۔

مجھے اپنی تکفیر اور مسجد بدری کے فیصلے نے بہت رنجیدہ کر دیا۔ چند روز کے بعد اشک شوئی اور دلجوئی کے طور پر رؤیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مسجد میں دیکھا جس سے مجھے نکالا گیا تھا۔آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مسجد میں مجھے دو اشخاص کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا؛ ایک تم ہو اور ایک وہ معمر شخص۔ یہ کہہ کر آپؐ نے مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے ایک سادہ سے ضعیف العمر شخص کی طرف اشارہ کیا۔

اس بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مختلف تھی۔ اور مجھے احمدیت سے تعارف کے بعد معلوم ہوا کہ دوسرے رؤیا میں مَیں نے جس شخصیت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر دیکھا تھا وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مشابہ تھی۔

''إِنَّهُ الْمَهْدِي'' کے اقرار تک کا سفر

مجھے تو جماعت احمدیہ کے بارہ میں کوئی علم نہ تھا اور نہ ہی میں نے اس کا نام تک سنا تھا۔ ایک روز مختلف چینلز دیکھتے ہوئے مَیں ایم ٹی اے پر رُک گیا۔ اس وقت اس پر پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا اور مرحوم مصطفیٰ ثابت صاحب حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بات کر رہے تھے۔ میں تو مسیح اور مہدی کی علیحدہ علیحدہ شخصیات کا قائل تھا۔ اس لئے میرے لئے یہ بات بڑی مضحکہ خیز تھی کہ کوئی ایک شخص ان دونوں کا مصداق ہونے کا دعویدار ہے۔ چنانچہ مَیں نے ہنستے ہوئے کہا کہ مسیح موعود اور امام مہدی؟ اور وہ بھی ہندوستان سے؟!! لیکن کچھ دیر یہ پروگرام دیکھنے کے بعد مَیں نے مصطفیٰ ثابت صاحب کے بارہ میں کہا کہ بظاہر تو یہ شخص پڑھا لکھا لگتا ہے پھر یہ ایک ایسے شخص پر کیونکر ایمان لے آیا جو عربی نہیں بلکہ ہندوستان کا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ نہ صرف وہ مسیح موعود ہے بلکہ امام مہدی بھی ہے۔ یہ سوچ کر محض حقیقت سے آگاہی کے طور پر مَیں نے ایم ٹی اے کو مزید دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اس چینل کے جتنے بھی پروگرام دیکھے ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کا خاص اثر تھا۔ یہ کسی عام انسان کا کلام نہیں ہو سکتا تھا۔ دو ماہ تک ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد مجھے اس چینل سے خاص قلبی اور روحانی لگاؤ ہو گیا۔

پھر ایک روز پروگرام الحوار المباشر دیکھنے کے بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سن رہا تھا کہ مجھے اپنا رؤیا یاد آ گیا جس میں مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مختلف شکل میں دیکھا تھا۔ اب ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد یہ کھلا تھا کہ دراصل وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت تھی جسے میں نے رؤیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں دیکھا تھا۔ یہ دیکھتے ہی آن کی آن میں قبول حق کی ساری کڑیاں مل گئیں اور مجھے اپنے جذبات پر قابو نہ رہا۔ میں نے وارفتگی کے عالم میں اپنے گھر میں بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے دوڑنا شروع کر دیا کہ ''إِنَّـهُ الْـمَهْدِيّ! إِنَّهُ الْمَهْدِيّ''۔ مجھے ایمان کے نشے میں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں ہوا میں اڑا جا رہا ہوں جبکہ میرے گھر والے سمجھ رہے تھے کہ مجھ پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے۔ اس لئے مَیں ایسی باتیں کر رہا ہوں۔ لیکن الحمد للہ کہ بعد میں میرے سمجھانے پر سب کو بات سمجھ آ گئی اور الحمد للہ میرے پورے خاندان نے میرے ساتھ بیعت کر لی۔

شام کے موجودہ حالات کے پیش نظر رضوان محمد اسماعیل صاحب ہجرت کر کے ترکی آ گئے اور یہاں سے انہوں نے اپنی ایک بیٹی کی شادی قادیان کے ایک وقف نو بچے سے کر دی۔ اور اب ان کی یہ بیٹی قادیان میں اپنے شوہر کے ساتھ رہائش پذیر ہے۔

☆☆☆☆☆

مکرم محمود ابن محمد شوّا صاحب

مکرم محمود شوّا صاحب کا تعلق بھی سیریا سے ہے جس کے شہر حلب میں ان کی پیدائش 1972ء میں ہوئی اور پھر انہیں 2011ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ اپنی بیعت تک کے سفر کا احوال کچھ یوں لکھتے ہیں:

صوفیوں کی مجالس ذکر میں

میرے والد صاحب صوفیوں کے رفاعی قادری مسلک کے پیروکار تھے۔ میں 80ء کی دہائی میں اپنے والد صاحب کے ساتھ صوفیوں کی مخصوص مجالسِ ذکر میں جایا کرتا تھا۔ شروع شروع میں تو مَیں اسے عبادت ہی سمجھتا تھا۔ پھر جب عمر تھوڑی زیادہ ہوئی تو ارد گرد کے ماحول کی بھی سمجھ آنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ صوفیوں کی مجالس ذکر میں شامل ہونے والے مولوی حضرات ان مجالس کے بعد بکثرت ایک دوسرے کی غیبت کرتے تھے۔ یہ دیکھا تو ایسے لوگوں کے ساتھ کی جانے والی عبادت کی قبولیت سے میرا ایمان اٹھ گیا اور میرا دل اس غیبت زدہ نمونہ سے باغی ہو گیا۔ چنانچہ جوانی کی عمر کو پہنچ کر 90ء کی دہائی میں مَیں ان مولویوں کی مجالسِ ذکر سے کلیۃً منقطع ہو گیا۔

سلسلہ نقشبندیہ کی بیعت

اس کے بعد میرا تعارف اپنے ایک دُور کے رشتہ دار سے ہوا جس نے مجھے ایک مشہور مولوی شیخ محمد ابن عزالدین غزنوی کے بارہ میں بتاتے ہوئے ان کی اور ان کے اتباع کی نیکی تقویٰ کی داستانیں سنائیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ ان کے سلسلہ کا نام سلسلۂ نقشبندیہ ہے جس میں اس شیخ کی بیعت کی جاتی ہے۔ بیعت اور روحانیت کی باتیں سن کر میرا دل ان کی طرف کھنچنے لگا اور باوجود دُوری کے میں بہت جلد اس شیخ کی مجلس میں جا پہنچا۔ تقریباً ایک سال تک ان کی مجالس میں بیٹھنے اور ان کے دروس میں حاضری کے بعد مَیں نے اپنے اندر کسی قسم کی روحانی ترقی محسوس نہ کی۔ تاہم ان کے ساتھ رہ کر میں نے آخری زمانے میں امّت مسلمہ میں ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بہت سنا اور یہ کہ امّت مسلمہ کی اصلاح اور ترقی ان دو وجودوں کے زمانۂ ظہور سے وابستہ ہے۔

امام مہدی اور روحانیت کی تلاش

نقشبندیوں سے علیحدگی کے بعد 2000ء میں میرے ایک دوست نے بتایا کہ اس کی اہلیہ کا ایک قریبی رشتہ دار نہایت پارسا انسان ہے۔ اس نے تاریخ میں ڈگری حاصل کی ہوئی ہے لیکن علم تفسیر قرآن اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث نبویہ کے فہم میں اسے خاص درک حاصل ہے۔ میرے اس دوست نے اس 'پارسا' انسان کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ شاید یہی شخص امام مہدی ہو۔ اس نے اس پارسا شخص کی اس قدر تعریف کی کہ امام مہدی کو دیکھنے کا خواہشمند اور روحانیت کا متلاشی میرا دل اس شخص کی جانب مائل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ میں نے کہا کہ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میرے اصرار پر وہ مجھے اس کے پاس لے گیا۔ اس سے تعارف ہوا تو تین سال تک مَیں اس کی شاگردی میں رہا۔ اس دوران قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کی بعض ایسی تفاسیر سنیں جو نئی اور دل موہ لینے والی تھیں۔ شروع شروع میں تو میں اس کے سب سے مخلص شاگردوں میں شامل ہو گیا تھا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہمیں اس شخص کی بعض بری عادتوں اور قبیح حرکات کا علم ہونا شروع ہوا تو میں آہستہ آہستہ اس سے علیحدہ ہو گیا۔

احمدیت سے تعارف

اس مذکورہ شخص کے شاگردوں میں محمد سلیم کردی نامی ایک شخص بھی تھا جس سے میری دوستی ہو گئی تھی۔ 2011ء میں محمد سلیم کردی صاحب میرے گھر تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ مَیں تمہارے پاس ایسی خبر لایا ہوں جس کے تم عرصہ دراز سے متلاشی ہو۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ایم ٹی اے اور حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں بتایا۔ انہوں نے کچھ عرصہ سے یہ چینل دیکھ کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر لی تھی۔ انہوں نے مجھے تفصیلاً آپؑ کے دعویٰ، آپ کی صداقت کے دلائل اور آپ کے معجزات کے بارہ میں بتایا۔ مَیں یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور سلیم صاحب سے پوچھا کہ ان لوگوں سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سلیم صاحب نے کہا کہ تم یہ چینل دیکھتے رہو اور پھر اس دعویدار کی صداقت کے بارہ میں استخارہ کر کے مجھے بتانا۔

استخارہ اور راہنمائی

مَیں کچھ عرصہ ایم ٹی اے دیکھتا رہا جو میرے لئے روحانی چشمہ ثابت ہوا۔ میرے لئے تو ہر بات واضح تھی لہٰذا میں نے اگلا قدم اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا اور استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میں حرم مکی میں کھڑے ہو کر کعبہ شریف کا طواف کرنے والوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اس مختصر نظارہ کی میں نے یہ تعبیر کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے کہ یہ جماعت سچی ہے اور یہی حقیقی رنگ میں کعبہ کے طواف کا حق ادا کر رہی ہے۔ نیز اس میں میرے لئے یہ پیغام تھا کہ تم بہت قریب پہنچ چکے ہو اور اس جماعت کو طواف کرتے ہوئے دیکھ بھی رہے ہو لیکن بیعت نہ کرنے کی وجہ سے ان میں شامل نہیں ہو۔

بیعت

اب مجھے سلیم صاحب کا بشدت انتظار تھا۔ وہ دو ہفتے کے بعد آئے تو مَیں نے انہیں کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہماری ملاقات حلب میں جماعت کے صدر عبدالقادر بن حسن عابدین سے ہوئی جنہوں نے مجھے شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں اور پھر میں نے 25 فروری 2011ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بیعت فارم پُر کر کے ارسال کر دیا۔

بیعت کے بعد مجھے احمدیت میں وہ سب کچھ مل گیا جس کے لئے میں در در کی ٹھوکریں کھاتا رہا تھا۔ حقیقی روحانیت اور قرآن کریم کے عمیق معانی سے تعارف ہوا اور امام الزمان سے جڑ کر تقرب الی اللہ کا احساس ہونے لگا۔

شام کے موجودہ مخصوص حالات کی وجہ سے مکرم محمود شوّا صاحب کو بھی اپنا ملک چھوڑنا پڑا اور وہ اس وقت ترکی میں مقیم ہیں۔

(باقی آئندہ)

ماہ رمضان المبارک کی اہمیت اور اس سے متعلقہ بعض مسائل

منصور احمد ضیاء۔ استاذ جامعہ احمدیہ یوکے)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ (البقرہ: 184)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اُسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اُس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اِس کی جزا بنوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے۔ اور اگر اُس کو کوئی گالی دے یا اُس سے جھگڑا کرے تو اُسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ مَیں تو روزہ دار ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طَیّب ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اُسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔''

(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ منادی کرنے والے ایک فرشتہ کو عرش سے فرش پر بھیجتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ: اے خیر کے طالِب! آگے بڑھ۔ کیا کوئی ہے جو دُعا کرے تاکہ اُس کی دُعا قبول کی جائے؟ کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اُسے بخش دیا جائے؟ کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تاکہ اُس کی توبہ قبول کی جائے؟ کیا کوئی ہے جو سوال کرے جس کو پورا کیا جائے؟ (شعب الایمان باب فضائل الصوم)

ایک دوسری روایت میں فرمایا: ماہِ رمضان کے استقبال کے لئے یقیناً سارا سال جنت سجائی جاتی ہے۔ اور جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ اس مہینہ میں اپنے خالص بندوں کو میرے لئے خالص کردے۔

(بیہقی شعب الایمان)

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''رمضان کے مہینہ کا خاص خیال رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جو بڑی برکت والا اور بلند شان والا ہے۔ اُس نے تمہارے لئے گیارہ ماہ چھوڑ دیئے ہیں جن میں تم کھاتے ہو اور پیتے ہو اور ہر قسم کی لذات حاصل کرتے ہو مگر اُس نے ایک مہینہ کو خاص کرلیا ہے۔ (مجمع الزوائد)

روزہ اتنی مبارک عبادت ہے کہ اس میں روزہ دار کی ہر حرکت وسکون عبادت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزے دار کا خاموش رہنا بھی اُس کے لئے عبادت بن جاتا ہے۔ اُس کی نیند بھی اُس کی عبادت شمار ہوگی اور اُس کی دعائیں مقبول ہوں گی اور اُس کے عمل کی جزا بڑھا دی جائے گی۔ (کنز العمال)

روزے کی غرض

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اِس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اِس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تَبَتُّل اور اِنْقِطَاع حاصل ہو۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اِس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے اِنْقِطَاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہوجاتی ہے اور وہ اُن عُیُوب کو دیکھ لیتا ہے جو اُسے پہلے نظر نہ آتے تھے ...... روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اُسے ہر ......نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے...... اِس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں...... حدیث میں آتا ہے، **اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔''**

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 377-374)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنَصْرِہِ الْعَزِیْز فرماتے ہیں:

''روزہ ڈھال ہے۔ حفاظت کا ایک ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کے پیچھے چھپ کر تم اپنے آپ کو شیطان کے حملوں سے محفوظ کر سکتے ہو..... یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے...... جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ ......اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔ لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔ تو روزہ اگر تمام لوازمات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا۔''

(خطبہ جمعہ 15/ اکتوبر 2004ء۔ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 754-748)

رمضان کے بعض مسائل

رؤیت ہلال:

سوال: رمضان کے مہینے کی ابتدا کا علم ہمیں کس طرح ہوسکتا ہے؟

جواب:۔ اسلام نے بعض عبادات کا تعلق سورج سے باندھا ہے اور بعض کا چاند کے ساتھ۔ مثلاً نماز کے اوقات کا تعین سورج کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ہوتا ہے اور حج کی عبادت کا تعلق چاند کے مہینوں کے ساتھ ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کی عبادت میں چاند اور سورج دونوں کو شریک کیا گیا ہے۔ رمضان کا آغاز اور اختتام چاند دیکھ کر کیا جاتا ہے جب کہ دوران روزہ سحری و افطاری کے اوقات کا تعین سورج کے طلوع وغروب کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم نے رمضان کے آغاز کا تعلق چاند سے باندھا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ شَهِدَ شهرًا سے مراد یہ ہے جو رمضان کو طلوع ہوتا دیکھے۔ یعنی رمضان کا چاند جس پر طلوع ہوگا وہ روزے رکھے۔ یعنی وہ جس نے چاند طلوع ہوتے نہیں پایا وہ روزے نہ رکھے۔ وہ اسی وقت رکھے گا جب اس کے افق کے مطابق چاند ظاہری آنکھ سے نظر آسکتا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''شَهِدَ مِنْكُم سے مراد یہ ہے وہ لوگ جن کا اُفق ایک ہے، جن کے ہمیشہ سے ہی چاند اکٹھے طلوع ہوتے ہیں، جب طلوع ہوتے ہیں سب پر ہی طلوع ہوتے ہیں، جب غروب ہوتے ہیں تو سب پر ہی غروب ہوتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کا اُفق مشترک ہو ان میں سے کوئی بھی دیکھے تو سب قوم کے دیکھنے کا حکم ان پر صادق آجائے گا گویا ساری قوم نے دیکھ لیا۔''

(الفضل انٹرنیشنل یکم تا سات نومبر 2002ء صفحہ: 7)

حدیث میں آتا ہے کہ: صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَ اَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ۔ (متفق علیہ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کے مہینے کا آغاز اور اختتام چاند دیکھ کر کیا کرو۔ اور اگر اس کے متعلق شبہ پیدا ہو تو اس اصول کو مدنظر رکھو کہ چاند کا مہینہ یا تو انتیس دنوں کا ہوگا یا پھر تیس دنوں کا۔ چنانچہ فرمایا: الشھر تسع و عشرون لیلۃً فلا تصوموا حتیٰ تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدّۃ ثلاثین۔ یعنی ''کبھی چاند کا مہینہ انتیس رات کا ہوتا ہے (اور کبھی تیس رات کا ہوتا ہے) پس اے مسلمانو! رمضان کے روزے اس وقت تک شروع نہ کیا کرو جب تک کہ شعبان کی انتیس تاریخ کے بعد چاند نہ دیکھ لو۔ اور اگر انتیس تاریخ کی شام کو تمہارے علاقہ میں بادل ہوں تو اس صورت میں تیس کی گنتی پوری کر کے روزے شروع کیا کرو۔'' (**بخاری کتاب الصوم باب قول النبی اذا رایتم الھلال**)

اس صحیح حدیث میں جو بخاری اور مسلم دونوں میں آتی ہے ہلال کی رؤیت کا یہ واضح اور صاف طریق بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ چاند کا مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر انتیس شعبان کی شام کو چاند نظر آجائے اور لوگ اسے دیکھ لیں تو ٹھیک۔ لیکن اگر انتیس کو چاند نظر نہ آئے یا مشتبہ ہو تو پھر تیس کی گنتی پوری کر کے اگلے دن سے روزہ شروع کرنا چاہئے۔

آج کل علم فلکیات کے ذریعہ پہلے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ چاند نکلے گا یا نہیں یعنی چاند کا مہینہ انتیس دنوں کا ہوگا یا تیس دنوں کا۔ اسلام جدید سائنسی ذرائع استعمال کرنے سے منع نہیں کرتا۔ آج کل انٹرنیٹ پر ایسے تفصیلی چارٹ نکل آئے ہیں جو چاند کے نکلنے کا پورے سال کا نقشہ بتا دیتے ہیں اور اس سے یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ چاند کس زاویہ پر ظاہری آنکھ سے نظر آنے کے قابل ہوجائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

''یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشینوں کے ذریعہ چاند دکھائی دے جاتا ہو لیکن نظر سے نہ دکھائی دیتا ہو..... چاند جو طلوع ہوتا ہے وہ جب زمین کے کنارے سے اوپر آتا ہے تو اگرچہ سائنسی لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمین کے افق سے چاند ذرا سا اوپر آچکا ہے۔ لیکن وہ چاند لازم نہیں کہ نظر سے دیکھا جاسکتا ہو۔ اس لئے سائنسدانوں نے بھی ان چیزوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر آپ اچھی طرح ان سے جستجو کر کے بات پوچھیں تو وہ آپ کو بالکل صحیح جواب دیں گے کہ دیکھو یہ تو ہم یقینی طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چاند کس دن کتنے بجے طلوع ہوگا۔ یعنی سورج غروب ہوتے ہی اوپر ہو چکا ہوگا، لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھ لو کہ اگر موسم بالکل صاف ہو اور کوئی بھی رستے میں دھند نہ ہو تب بھی تم اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو کیونکہ چاند کو طلوع ہونے کے بیس منٹ یا کچھ اوپر مزید چاہئے۔ اور ایک خاص زاویے سے اوپر ہونا چاہئے۔ اگر وہاں تک پہنچے تو پھر آنکھ دیکھ سکتی ہے ورنہ نہیں دیکھ سکتی۔....اگر وہ مولوی صاحبان ان لیبارٹریز سے یا جو اُن کے مراکز ہیں آسمانی سیاروں وغیرہ کے ان سے پوچھتے تو وہ صاف بتا دیتے کہ نکلے گا تو صحیح لیکن تم اس کی شہادت نہیں دے سکتے۔ تم اپنی آنکھ سے اس کو کبھی بھی دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ جتنا وہ نکل کے اونچا جاتا ہے اس طلوع سے کوئی آنکھ بھی اس کو اس لئے نہیں دیکھ سکتی کہ وہ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے اور زمین کے قریب کی فضا اس کی شعاعوں کو نظروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے جذب کر چکی ہوتی ہے۔......سائنسدان ہی یہ بھی آپ کو بتاتے ہیں اور قطعیت سے بتاتے ہیں کہ اگر اتنے منٹ سے اوپر چاند ہو چکا ہو یعنی سورج ڈوبنے کے بعد مثلاً پندرہ منٹ کی بجائے بیس منٹ رہے تو پہلے پندرہ منٹ میں اگر دکھائی نہیں دے سکتا تو آخری پانچ منٹ میں دکھائی دے سکتا ہے۔ یا اس کا زاویہ اتنا ہو کہ وہ زمین کے ایسے افق سے اونچا ہو چکا ہو جو افق چاند اور ہماری راہ میں حائل رہتا ہے۔ اس سے جب اونچا ہوگا تو لازماً دیکھ سکتے ہو۔ پھر بادل ہوں تو الگ مسئلہ ہے، لیکن اگر بادل نہ ہوں تو لازماً ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو......سائنسی فتویٰ بعینہ وہی ہوگا جن شرائط کے ساتھ میں بیان کر رہا ہوں جو ننگی آنکھ سے دیکھنے کا فتویٰ ہے۔ تو اس لئے یہ دور ایسا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ قوانین کو خدا نے خود ہی بندوں کے لئے مسخر فرما رکھا ہے اور نئی نئی باتیں جو ہمارے علم میں آرہی ہیں ان کو خدمت دین میں استعمال کرنا چاہئے۔

پس جماعت احمدیہ کی طرف سے جو کیلنڈر شائع ہوتے ہیں اور ابھی بھی یہاں ہو چکے ہیں یا ہر ملک میں ہوتے ہیں ان کی گواہی قطعی ہے کیونکہ ہم کبھی بھی ایسی گواہی کو قبول نہیں کرتے جہاں ننگی آنکھ سے چاند کا دیکھنا ممکن نہ ہو۔ جہاں یقینی ہو کہ اگر موسم صاف ہے تو چاند ضرور دکھائی دے گا وہاں قبول کیا جاتا ہے۔ اور مہینوں کے جو دوسرے دن ہیں یا اس کا شروع اور آغاز، دوسرے مہینوں سے تعلقات، وہ ہمیشہ ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اگر غلطی ہو تو بعض دفعہ عجیب سی غلطی بن جاتی ہے۔ بعض مہینے اس کے اٹھائیس دن کے رہ جاتے ہیں۔ اور اٹھائیس دن کا مہینہ ہو ہی نہیں سکتا چاند کا۔ یہ کوئی فروری تو نہیں جو اٹھائیس دن کا آئے،

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج 27 مئی ہے اور جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے اس دن جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت کا آغاز ہوا اور اس کی مناسبت سے جماعت میں یہ دن یوم خلافت کے طور پر منایا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدرت ثانیہ کے متعلق دی ہوئی خوشخبری پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بکھرنے سے بچالیا۔ ہمیں ایک لڑی میں پرو دیا۔ اور اس حوالے سے ہم یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہم خلافت احمدیہ کے قیام اور ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے بھی تیار رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ کی گزشتہ 108 سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ایک کے بعد دوسری نسل نے ثبات قدم کے ساتھ قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جماعت کے ہر فرد کو جو اس وقت جماعت میں ہے یا آئندہ انشاء اللہ شامل ہوگا ہمیشہ اس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اگر ہم توحید پر قائم رہیں اور بنی نوع کی ہمدردی میں ترقی کرتے رہیں، خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہیں تو پھر وہ تمام ترقیات جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے انہیں بھی ہم دیکھنے والے ہوں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت نے ترقی کرنی ہے یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ دنیا کی نظر ہماری طرف ہے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے کہ توحید کو قائم کریں۔ خود بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں اور دنیا کو بھی اپنے پیدا کرنے والے واحد و یگانہ خدا کے قریب کرنے کی کوشش کریں اور انسانیت کی قدروں کو قائم کریں۔

خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے مقاصد وہی ہیں جس کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا تھا اور وہ یہی ہیں کہ بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے پوری کوشش کرنا اور بنی نوع انسان کے حق ادا کرنا۔ اس سے زیادہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔

اس سفر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیا کے ساتھ بھی کافی انٹرویو ہوئے۔ غیروں کے ساتھ مالمو مسجد کے افتتاح کے علاوہ ڈنمارک اور سٹاک ہوم (Stockholm) میں دو receptions بھی ہوئیں جس میں اسلام اور قرآن کریم کی صحیح تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور خلفاء راشدین کے نمونوں کے حوالے سے باتیں ہوئیں تو اکثر نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا پتا چلا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جاری نظام خلافت نے نہ صرف ماننے والوں کی رہنمائی کی اور کرتا ہے یا خلافت رہنمائی کرتی ہے بلکہ دوسروں کو، غیروں کو، اسلام کے مخالفین کو یا اسلام سے خوف کھانے والوں کو بھی صحیح اسلامی تعلیم کے نمونے دکھاتی ہے۔

ڈنمارک اور سویڈن کے حالیہ دورہ کے دوران منعقدہ مختلف تقریبات، ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے نمائندوں کو انٹرویوز اور تقریبات میں شامل مہمانوں کے تأثرات کا ایمان افروز تذکرہ۔ پریس اور میڈیا کے ذریعہ لکھوکھہا افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

حقیقی خلافت صرف اپنوں کے خوف کو امن میں نہیں بدلتی بلکہ غیروں کے خوف کو بھی امن میں بدلتی ہے اور یہی اکثر تأثرات ہیں جو لوگوں نے بیان کئے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے جس کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے کہ ان کی جو خوف کی حالتیں تھیں وہ یہاں ہمارے فنکشنوں پر آکر امن میں تبدیل ہوگئیں۔ یہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تائیدات بھی ساتھ ہیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا دوسروں پر اثر ڈالتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہٹ کر اگر کوئی اس زمانے میں خلافت قائم کرنا چاہتا ہے یا چاہے گا تو وہ ناکام ہوگا اور امن قائم نہیں کر سکے گا۔

یہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو اپنوں اور غیروں کے خوف کو امن میں بدل رہی ہے اور مختلف لوگوں کے تاثرات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات خلافت احمدیہ کے ساتھ ہیں اور کبھی کم نہیں ہوتیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ گزشتہ 108 سال کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا قیام اور خلافت کا وعدہ الٰہی وعدہ ہے۔ یہ خلافت اور یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ جاری رہنے کے لئے ہے۔

اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اتنی بڑی تعداد تک اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ اس نے یہ پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانا ہے تو پھر ان ترقیات کو کون ہے جو روک سکتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی۔

مکرم چوہدری فضل احمد صاحب وقف ابن مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب آف ننکانہ کی نماز جنازہ حاضر۔ مکرم داؤد احمد صاحب شہید ابن مکرم حاجی غلام محی الدین صاحب آف کراچی اور مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب ابن مکرم مولوی محمد اشرف صاحب آف بھیرہ کی نماز جنازہ غائب اور مرحومین کا ذکر خیر۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27 مئی 2016ء بمطابق 27 ہجرت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج 27 مئی ہے اور جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے اس دن جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت کا آغاز ہوا اور اس کی مناسبت سے جماعت میں یہ دن یوم خلافت کے طور پر منایا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدرت ثانیہ کے متعلق دی ہوئی خوشخبری پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نے ہمیں بکھرنے سے بچالیا۔ ہمیں ایک لڑی میں پرودیا۔ اوراس حوالے سے ہم یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہم خلافت احمدیہ کے قیام اور ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے بھی تیار رہیں گے۔ (انشاءاللہ)

جماعت احمدیہ کی گزشتہ 108 سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے ایک کے بعد دوسری نسل نے ثبات قدم کے ساتھ قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جماعت کے ہر فرد کو جو اس وقت جماعت میں ہے یا آئندہ انشاءاللہ شامل ہوگا ہمیشہ اس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنا اور بندوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا بتایا ہے۔ رسالہ الوصیت میں بھی خلافت کے قیام کی خوشخبری عطا فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان باتوں کو ہی ہمیں اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ رسالہ الوصیت میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کے منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔''

فرمایا: ''کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308)

پس اگر ہم توحید پر قائم رہیں اور بنی نوع کی ہمدردی میں ترقی کرتے رہیں، خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہیں تو پھر وہ تمام ترقیات جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے انہیں بھی ہم دیکھنے والے ہوں گے۔ اس بات کی بھی اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں خوشخبری دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا''۔ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت نے ترقی کرنی ہے یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ دنیا کی نظر ہماری طرف ہے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے کہ توحید کو قائم کریں۔ خود بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں اور دنیا کو بھی اپنے پیدا کرنے والے واحد و یگانہ خدا کے قریب کرنے کی کوشش کریں اور انسانیت کی قدروں کو قائم کریں۔

گزشتہ دنوں میں سکینڈینیوین (Scandinavian) ممالک کے دورے پر تھا تو وہاں بعض اخباری نمائندوں نے اور دوسرے پڑھے لکھے لوگوں نے بھی یہ سوال پوچھا کہ تمہارے مقاصد کیا ہیں۔ میں ان کو یہی بتاتا رہا کہ خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے مقاصد وہی ہیں جس کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا تھا اور وہ یہی ہیں کہ بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے پوری کوشش کرنا اور بنی نوع انسان کے حق ادا کرنا۔ اس سے زیادہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے۔ کیونکہ آج کی دنیا میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے اور عموماً خدمت انسانیت کے نام پر اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے خدمت کی جاتی ہے۔ جس سے مزید بے چینیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ملکوں اور قوموں کے تعلقات میں دُوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس دَور میں یہ بات دنیاداروں کو بڑی مشکل سے سمجھ آتی ہے کہ بغیر اپنے مفادات کے صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کس طرح تم لوگ یہ کام کر سکتے ہو۔ ابھی شاید ان لوگوں کا، دنیاداروں کا خیال ہوتا ہے کہ محبت پیار کے نام پر تم احمدی لوگ جو ہو، دوسروں کے قریب آ رہے ہو یا لوگوں کو قریب لانے کی کوشش کر رہے ہو اور بعد میں جب تمہاری طاقت ہو جائے، حکومتوں پر قبضہ کرو تو شاید یہ تمہارا مقصد ہو جس کے لئے تم نے یہ طریق کار اختیار کیا۔ سٹاک ہوم (Stockholm) یونیورسٹی کے اسلامیات کے ایک پروفیسر نے بھی ایک موقع پر اس قسم کا سوال کیا تو مَیں نے اسے جو جواب دیا یہ جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر میں ہے کہ ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رِضوانِ یار

اور یہی خلافت احمدیہ اور جماعت احمدیہ کا مقصد ہے۔ اس سفر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیا کے ساتھ بھی کافی انٹرویو ہوئے۔ غیروں کے ساتھ مالمو مسجد کے افتتاح کے علاوہ ڈنمارک اور سٹاک ہوم میں دو receptions بھی ہوئیں جس میں اسلام اور قرآن کریم کی صحیح تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور خلفاء راشدین کے نمونوں کے حوالے سے باتیں ہوئیں تو اکثر نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کا پتا چلا ہے اور ہمیشہ یہی ہوا ہے۔ اور دنیا میں آجکل جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مختلف جگہوں پر امن کے نام پر جو بھی مجالس ہوتی ہیں، کانفرنسیں ہوتی ہیں، سمپوزیم ہوتے ہیں ان میں لوگ یہی اظہار کرتے ہیں اور آج دنیا میں ایک ہی طرح اور ایک ہی موضوع پر اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ مغرب میں بھی اور مشرق میں بھی شمال میں بھی جنوب میں بھی ہر جگہ یہی کوشش کی جارہی ہے اور وہ اس لئے کہ جماعت احمدیہ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کی ہدایات پر کام کرتی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اکثر لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ حقیقی تعلیم کا ہمیں اب پتا چلا ہے اور آج ہمیں جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جاری نظام خلافت نے نہ صرف ماننے والوں کی رہنمائی کی اور کرتا ہے یا خلافت رہنمائی کرتی ہے بلکہ دوسروں کو، غیروں کو، اسلام کے مخالفین کو یا اسلام سے خوف کھانے والوں کو بھی صحیح اسلامی تعلیم کے نمونے دکھاتی ہے۔ غیروں پر ہمارے فنکشن میں آ کر کیا اثر ہوتا ہے؟ اِس وقت اِس کے چند نمونے میں پیش کرتا ہوں۔

ڈنمارک میں ہوٹل میں ایک ریسیپشن (reception) تھی جس میں ممبر آف پارلیمنٹ بھی آئے تھے۔ وہاں کے کلچر اور مذہب کے منسٹر بھی تھے، میئر اور سیاستدان بھی، مختلف علمی شخصیات بھی اور ایمبیسیوں کے نمائندے بھی آئے تھے۔ انہوں نے اس فنکشن کو سنا، دیکھا اور بلاتخصیص ساروں نے اظہار کیا کہ ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم کا علم ہوا ہے۔

Sten Hoffman ایک ڈینش مہمان تھے۔ کہنے لگے کہ خلیفہ کی تقریر سن کر مجھے بہت زیادہ تسکین ہوئی اور خوشی ہوئی ہے کہ آج کے اس دور میں ایسے پیغام کی نہایت اشد ضرورت تھی۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ کرے کہ سکینڈینیویا میں خلیفہ کے الفاظ بہترین رنگ میں سمجھے جائیں۔

پھر وہاں کا ڈنمارک کا ایک شہر ناکسکو ہے۔ وہاں سے کافی بڑی تعداد میں لوگ آئے ہوئے تھے۔ اس شہر کے میئر بھی، سیاستدان بھی اور دوسرے پڑھے لکھے لوگ بھی۔ وہاں کی کونسل کے ایک ممبر تھے، وہ کہتے ہیں کہ خلیفہ کی تقریر بہت اثر رکھتی تھی۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ لاکھوں مسلمان بغیر کسی خوف کے محض دنیا میں امن کے قیام کی خاطر ایک روشن مینار کی طرح کھڑے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو جماعت احمدیہ سے منسلک ہیں۔

پھر ایک مہمان نے کہا: تقریر کے بعد میرے میز پر بیٹھے تمام لوگ اسلام کو صحیح سمجھنے کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ یقیناً یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اسلام اس خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر ڈینش لوگ تو اسلام کے ایک پہلو کو ہی جانتے ہیں۔ یہ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اسلام کے اندر مختلف فرقے بھی موجود ہیں جو امن چاہتے ہیں۔ کہنے لگے میرے نزدیک یہ بتانا بہت ضروری ہے اور مجھے یقین ہے کہ آج اس تقریب میں شامل تمام مہمان ایک نئے عزم کے ساتھ گھر جائیں گے اور خاص طور پر ڈنمارک میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلط رنگ میں خاکہ بنایا گیا تھا اور پہلی بنیاد وہیں پڑی تھی۔ تو ان کو میں نے یہی کہا تھا کہ اس سے نفرتیں پیدا ہوں گی، امن خراب ہوگا، تباہی اور بربادی آئے گی اور تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور اس بات کو انہوں نے تسلیم کیا کہ گو کہ یہ ایشو ایسا ہے جو ہمارے لئے بڑا حسّاس ہے کہ ان خاکوں پر بات کی جائے لیکن جس طریقے سے تم نے سمجھایا ہے ہمیں بڑی اچھی طرح سمجھ آ گئی ہے۔

ایک مہمان نے کہا کہ آج کے خطاب کے بعد لوگوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے ضرور تبدیل ہوگی۔ کہنے لگا کہ اب مَیں نے اسلام کو بہتر سمجھنے کے لئے ایک قرآن کریم بھی منگوایا ہے جس میں حاشیے بھی موجود ہیں اور آج کی شام کے بعد مجھے اپنی کم علمی کا بھی احساس ہوا ہے۔ کہنے لگے کہ میں قرآن کریم بھی پڑھوں گا۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ناکسکو سے لوگ آئے تھے جب وہ تقریب کے بعد واپس جا رہے تھے تو ایک مہمان نے لکھا کہ ہم ہزاروں بار آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ کانفرنس زندگی بھر کے لئے ایک یادگار لمحہ کے طور پر ہمیشہ یاد رہے گی، تجربے کے طور پر یاد رہے گی۔ کہنے لگے کوپن ہیگن سے ناکسکو واپسی تک کوچ میں ایک خاص ماحول تھا۔ تمام سفر اس کانفرنس کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں اور ہر ایک اس بات سے متفق تھا کہ ہم نے ایک بہت اچھا دن گزارا ہے اور ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔

ایک صحافی نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا کہ بہت کچھ سیکھا اور خلیفہ کی تقریر نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے، خاص طور پر اس بارے میں کہ اسلام کی تصویر جو میڈیا میں دکھائی جاتی ہے وہ حقیقت سے بہت مختلف ہے۔ پھر کہنے لگا کہ میں ان کی کسی بات پر کوئی تنقید نہیں کر سکتا کیونکہ ان کی ساری باتیں ہی پیار محبت اور ایک دوسرے کے احترام کے متعلق تھیں اور انہوں نے کہا کہ یہی چیزیں امن کی کنجی ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ انہوں نے ہمیں ایک اور عالمی جنگ کے خطرے کے بارے میں بتایا اور میں اب پریشان ہوں۔ میں نے پہلے بھی ایک دو لوگوں سے سنا ہے کہ ہم عالمی جنگ کے قریب ہیں مگر میں نے اس پر یقین نہیں کیا تھا مگر آج میرا خیال بدل گیا ہے۔ مجھے اب اس کو سنجیدگی سے لینا ہے اور کہا کہ خلیفہ نے اسے ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ مجھے سوچنا پڑے گا۔

پھر ایک مہمان خاتون اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہیں کہ یہ باتیں سوچنے پر مجبور کر دینے والی تھیں لیکن ایک لحاظ سے پریشان کُن بھی تھیں کیونکہ انہوں نے مستقبل کے بارے میں ایک بہت سنگین تصویر کھینچی۔ انہوں نے ہمیں جنگ کے خطرات کے بارے میں خبردار کیا۔ انہوں نے کہا کہ امن کے لئے کوشش کرنے کا ابھی وقت ہے ورنہ ہم بعد میں پچھتائیں گے۔

پھر ایک صاحبہ نے، ڈینش مہمان تھیں کہا کہ آج سے پہلے میں اسلام کے بارے میں منفی باتیں ہی جانتی تھی مگر آج میں نے جو سنا وہ اچھا اور محبت سے بھرا ہوا پیغام تھا۔ میں نے سیکھا کہ ISIS اسلام نہیں ہے اور اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتگاہوں کی رکھوالی کرنی چاہئے۔

ایک اور ڈینش مہمان نے کہا: ایسے آدمی سے ملی جس نے یہ ثابت کر کے دکھایا کہ میڈیا کے ذریعہ سے اسلام کی جو تصویر دکھائی جارہی ہے وہ غلط ہے۔ میں بہت جذباتی اور پُر جوش ہوگئی ہوں۔ میں ایک ایسے شخص سے ملی جس نے مجھے جہاد کا مطلب بتایا۔ میڈیا کی آزادئ رائے اور دنیا میں امن کے توازن کو برقرار رکھنے کے بارے میں ان کی باتیں مجھے بہت اچھی لگیں۔

پھر ایک ڈینش مہمان کہنے لگے کہ خلیفہ نے اپنے خطاب میں قرآن کے حوالے دیئے۔ اسی بات سے پتا چلتا ہے کہ ان کے الفاظ خود ساختہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی تھے۔ کہنے لگے ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں مسلمانوں کے لئے انٹیگریشن (Integration) ممکن ہے۔ کیونکہ انہوں نے بتایا کہ اسلام مغربی اقدار کے خلاف نہیں ہے کیونکہ امن، رواداری اور دوسرے کی عزت کرنا مشترکہ اقدار ہیں۔ پھر کہنے لگے سچ کہوں تو ڈینش لوگ مسلمانوں سے اور ان جنگوں سے جو مشرق وسطیٰ میں ہو رہی ہیں بہت ڈرتے ہیں مگر کم از کم آج کے بعد ہمیں یہ تو پتا چل گیا ہے کہ وہاں پر جو ہو رہا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یا ان کے مذہب کی غلطی نہیں بلکہ ان کی تعلیم کو بگاڑا گیا ہے۔

یونیورسٹی کے ایک طالبعلم تھے کہتے ہیں کہ ان کے تقریر کے نکات بڑے واضح تھے۔ اسلام کی اقدار کا اظہار جس طرح کیا گیا بڑی واضح تھیں اور یہ ایسی اقدار ہیں جنہیں ہم سب کو اپنانا چاہئے۔ اور کہنے لگے (کہ خلیفہ نے) مجھ پر اور تمام حاضرین پر یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ایک پُر امن مذہب ہے اور یہ قرآن کی آیات کے حوالوں سے ثابت کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ان کے خلفاء کی مثالوں سے ثابت کیا اور یہ مجھے بڑا اچھا لگا اور جماعت احمدیہ کے مقاصد کو بھی واضح کیا جس سے مجھے صحیح اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا۔

ایک اور مہمان نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا کہ جس طریق پر انہوں نے ہماری نسل اور اس وقت درپیش مسائل کے بارے میں بات کی اور قرآن کو بنیاد بنا کر ان مسائل کا حل بتایا وہ بہت ہی اعلیٰ تھا۔ کم از کم مجھے آج سے پہلے ہرگز علم نہیں تھا کہ قرآن انصاف کے بارے میں اتنا کچھ کہتا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اسلام کے بارے میں میرے نظریات بالکل بدل گئے ہیں۔ پہلے مجھے صرف وہی پتا تھا جو میڈیا بتاتا تھا مگر اب میں نے دوسری طرف کی حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔ پھر کہنے لگے خلیفۂ وقت نے قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا ہے جس میں یہ ذکر تھا کہ ان لوگوں سے بھی انصاف کرنا چاہئے جن کو انسان پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی اچھا لگا کہ انہوں نے بتایا کہ پہلے دَور کے مسلمان تو یہود و نصاریٰ سے پیار کا سلوک کرتے تھے۔ اس بات نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔

پھر ہیومنسٹ سوسائٹی سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کہتی ہیں۔ پُر امن پیغام کے بارے میں لوگوں کو بہت کم معلومات ہیں۔ میڈیا صرف بری چیزوں کو سامنے لاتا ہے اور اچھی چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ ڈنمارک کا سارا میڈیا آج یہاں موجود ہونا چاہئے تھا اور میں اپنے ملک کے لوگوں کے اس رویے سے بہت مایوس ہوئی ہوں۔

پھر ایک ڈینش خاتون ہیں۔ وہ کہنے لگیں کہ مجھے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا مگر آج میں نے بہت کچھ سیکھا اور میں خوش ہوں کہ اس لحاظ سے آپ کے خلیفہ میرے استاد ہیں۔ میں مانتی ہوں کہ اسلام پُر امن مذہب ہے۔ پھر یہ کہنے لگیں کہ میری خواہش ہے کہ لوگ ان کے پیغام پر توجہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس تقریر کا ڈینش ترجمہ مل جائے تاکہ میں اسی طرح سے سب الفاظ جذب کر سکوں اور دوسروں کو بھی بتا سکوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ خلیفہ کا پیغام پورے ڈنمارک میں پھیلانا چاہئے۔ ہمیں ان کے پیغام کو ماننا ہوگا اور ان سے سیکھنا ہوگا۔ مجھے لگتا تھا کہ سارے مسلمان پُر تشدد ہوتے ہیں مگر اب مجھے ایسے خیالات رکھنے پر بہت شرم محسوس ہو رہی ہے۔ اکثریت ان میں سے اچھی ہے مگر میڈیا نے ہمارے ذہن بھر دیئے ہیں۔ پھر کہا میرے شوہر مجھے آج صبح یہاں آنے سے منع کر رہے تھے کیونکہ انہیں لگ رہا تھا کہ وہاں کوئی حملہ ہو جائے گا یا کوئی خودکش حملہ ہو جائے گا مگر میں نے انہیں آنے پر مجبور کیا کیونکہ میں متجسّس تھی اور اب وہ خوش ہیں کہ وہ بھی آ گئے۔ (دونوں میاں بیوی آئے ہوئے تھے) کہنے لگیں بلکہ وہ تو کافی جذباتی ہو گئے ہیں۔ پھر کہنے لگی میں تو یہ کہوں گی کہ جو دعوت کے باوجود نہیں آیا وہ بڑا بیوقوف ہے۔

ایک ڈینش سیاستدان کِم لوفہوم (Kim Lofholm) نے کہا کہ یہ میرا پہلا موقع تھا کہ میں کسی خلیفہ سے ملا ہوں اور ان سے ملنے کا تجربہ میری زندگی میں کسی اور مسلمان سے ملنے سے بالکل مختلف تھا۔ بتانے والے کو انہوں نے جو کہا (یہ تھا کہ) آپ کے امام اسلام کے بارے میں وہ بات کرتے ہیں جو دوسرے عرب مسلمان نہیں کرتے جن سے میں ملا ہوا ہوں۔ آپ کے خلیفہ یہ بات بہت واضح کرتے ہیں کہ اسلام تمام مذاہب کو آزادی دیتا ہے۔ کہنے لگے دنیا کو خلیفہ کی آواز سننے کی ضرورت ہے۔ ان کے الفاظ کو دُور دُور تک پھیلنا چاہئے۔ شاید آپ ایک چھوٹی سی جماعت ہوں مگر آپ کا پیغام بہت بڑا ہے۔ پھر کہنے لگے یہ تقریب بہت معلوماتی تھی۔ مثلاً میں نے محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں جانا مثلاً یہ کہ انہوں نے عیسائیوں کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے دی اور یہ بھی کہ وہ ہر قسم کے anti semitism کے خلاف تھے۔

امریکن ایمبیسی کے نمائندہ کہنے لگے کہ خلیفہ نے اسلام کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ لوگ برسلز اور پیرس کے حملوں کے بعد اسلام سے ڈرنے لگ گئے تھے مگر خلیفہ نے واضح کیا کہ اس دہشتگردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام ایک حکمت اور امن کا پیغام ہے۔ میں ایمبیسیڈر کو تمام نکات بتاؤں گا جن کا خلیفہ نے ذکر کیا ہے اور ان سنگین موضوعات کا بھی بتاؤں گا جن کا خلیفہ نے ذکر کیا ہے یعنی آزادی رائے اور یہ کہ آجکل لوگوں کو آپس میں اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔

ایک ڈینش مہمان جو ٹیچر ہیں، کہنے لگیں: آج میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے اور میں اپنے طلباء کو جا کر وہ سب کچھ بتاؤں گی جو میں نے آپ کے خلیفہ کو کہتے سنا۔ کہنے لگیں کہ بہت سے لوگ اسلام سے خوفزدہ ہیں مگر خلیفہ سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ ہمیں اسلام سے نہیں بلکہ دہشتگردی اور شدت پسندی سے رکنا چاہئے اور اسلام اور دہشتگردی دونوں ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ کہنے لگیں کہ مجھے لگا تھا کہ میں اسلام کو جانتی ہوں مگر حقیقت میں مجھے کچھ نہیں پتا تھا مثلاً مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں اور یہودیوں سے نیک سلوک کرتے تھے۔ اس بات نے مجھے بہت جذباتی کر دیا۔ ان کی تقریر بہت متوازن تھی۔ بعض مسلمانوں اور غیر مسلموں جن کے اعمال برے ہیں ان سب پر بھی انہوں نے تنقید کی۔

ایک مہمان نے کہا کہ خطاب جس انداز میں پیش کیا میں نے دیکھا۔ آپ نے دیگر مقررین کی بات کو بھی بہت غور سے سنا۔ پھر کہنے لگیں کہ تیسری جنگ عظیم کے بارے میں آپ کی باتیں بہت بصیرت افروز تھیں۔ ان کو سن کر مَیں تھوڑا گھبرا بھی گئی ہوں مگر آپ کے خطاب سے ہی پھر ایک قسم کی تسکین محسوس ہوئی۔

مالمو میں بھی مسجد کے افتتاح میں 140 سے زائد سویڈش مہمان اور ممبران پارلیمنٹ، مالمو سٹی کے میئر، پولیس چیف، سٹی چرچ کے نمائندے، یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔

ایک یہودی مہمان نے کہا کہ آج کا یہ دن میرے لئے بہت معلوماتی تھا کیونکہ میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ کہنے لگے کہ اس دنیا میں اسلام کے بارے میں بہت زیادہ منفی سوچ پائی جاتی ہے اور ہم سب مسلمانوں کی شدت پسندی سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے میں ایک مسلمان رہنما کے صرف اور صرف پیار کے پیغام کو سن کر حیران رہ گیا۔ کہنے لگے کہ انہوں نے کہا کہ آپ کو خدا کی عبادت کرنی چاہئے مگر ساتھ ہی انسانیت سے محبت بھی کرنی چاہئے۔ کہنے لگے خلیفہ نے مجھے ایسا محسوس کروایا کہ مسلمان بھی ہمارے بھائی ہیں اور اس سے میرے دل میں فلسطینیوں کے لئے رحمدلی بڑھی اور یہ خیال گزرا کہ شاید ان میں سے سب برے نہیں ہیں۔ بہرحال اپنا قصور تو کوئی نہیں مانتا لیکن انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ ہمیں رحم دکھانا چاہئے۔

ایک خاتون جو عیسائی پریسٹ ہیں، ہسپتال میں کام کرتی ہیں۔ کہنے لگیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ یہاں مالمو میں اور یورپ میں لوگ مسلمانوں سے اور مسجدوں سے خوفزدہ ہیں اور خلیفہ نے امن کے متعلق اور لوگوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں اس حوالے سے کہ ذمہ داریاں کیا ہیں بڑی اہم باتیں کی ہیں۔ انہوں نے ہمیں ایک مسجد کے مقاصد کے بارے میں بتایا اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ دوسروں کو ان مقاصد کے بارے میں قائل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یقیناً انہوں نے مجھے تو قائل کر لیا ہے۔ مسجد کے مقاصد کا یہ موضوع بہت ضروری تھا اور اس کا ہر لفظ بامعنی اور گہرا تھا۔ پھر کہنے لگیں کہ انہوں نے پیغام دیا کہ ایک دوسرے سے خوف نہیں کرنا چاہئے بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے اور ایک دوسرے کے خیالات بانٹنے چاہئیں۔ پھر کہنے لگیں حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ کی تقریر نے مجھے ہلا دیا ہے۔ میں بہت جذباتی ہوگئی ہوں۔ آج میں نے ایک مسلمان سربراہ کو صرف امن کے بارے میں بولتے سنا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اسلام انسانیت کی خدمت کا مذہب ہے۔ ان کی تقریر کا بہترین حصہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ انسانیت کو اپنے خالق کو پہچاننا ہوگا اور خدا پر پختہ یقین رکھنا چاہئے۔ یہی میرا بھی نظریہ ہے۔

مالمو شہر کے میئر اینڈرسن صاحب نے کہا کہ ایڈریس میں قیام امن کی یقین دہانی کروائی بلکہ اس شہر اور علاقہ میں تعمیر ہونے والی مسجد کے حقیقی مقاصد بھی بیان کئے۔ پس اس مسجد کو ہم اس شہر میں قیام امن اور انٹیگریشن کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ایک صحافی نے کہا: بڑی حیرت ہے کہ اس مسجد کے اخراجات جماعت کے لوگوں نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ یہ بات میرے لئے نہایت حیرت کا باعث تھی کیونکہ یہ کوئی معمولی رقم نہیں تھی بلکہ تیس ملین کرونر کی بات ہے۔ پھر کہنے لگے آپ لوگوں نے سارا کام خود کیا۔ بڑی کامیابی ہے۔ بہت متاثر ہوں۔ یہ

کہنے لگے کہ دہشتگردی اور ظلم وستم کے واقعات دیکھتا ہوں مگر آپ لوگ ان سے مختلف ہیں۔ انہوں نے اپنا واقعہ سنایا۔ کہنے لگے کہ ایک عرصہ پہلے میں ایک سُپر مارکیٹ میں جارہا تھا۔ وہاں ایک شخص نے مجھے پوچھا کہ کیا میں مسلمان ہوں۔ اس پر میں نے اسے بتایا کہ نہیں، میں مسلمان نہیں ہوں۔ عیسائی ہوں۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ اگر تم عیسائی ہو تو جہنم میں جاؤ۔ پس کہتا ہے مسلمانوں کی یہ سوچ ہے لیکن آپ لوگوں کی سوچ بالکل مختلف ہے۔ یہ باتیں آپ احمدیوں میں نظر نہیں آتیں۔

ایک مہمان جو مالمو یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں کہنے لگے خلیفہ کا خطاب نہایت اثر رکھنے والا تھا۔ امن، پیار محبت، رواداری کا نہایت مثبت اور عالمی پیغام ہمیں دیا ہے۔

اسی طرح Lund University Malmö میں اسلامیات کے پروفیسر بھی آئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ خلیفہ کا خطاب نہایت دلچسپ اور اپنے اندر اثر رکھنے والا تھا۔ خطاب ختم ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگ خطاب کے حوالے سے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور سب لوگ ہی اس سے بہت متاثر نظر آرہے تھے۔ بعض لوگوں نے تو اس خطاب کی نقل مہیا کئے جانے کا مطالبہ بھی کیا۔ کہنے لگے کہ میں نے دیکھا کہ سب لوگ یہاں اکٹھے تھے جس شخص نے یہاں پر سینوں کی پہلی مسجد تعمیر کی تھی وہ بھی اس تقریب میں آیا ہوا تھا۔ یہودی بھی اس تقریب میں تھے۔ عیسائی بھی تھے۔ دیگر مذاہب والے بھی تھے۔

سویڈش ادارے ’’چرچ آف سینٹالوجی‘‘ کے چیف برائے انفارمیشن بھی آئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: خلیفہ نے اپنی تقریر میں ایک فقرہ جو کہا مجھے بہت زیادہ اچھا لگا اور وہ فقرہ یہ تھا کہ ایک بڑے فائدے کی خاطر ہمیں اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف کرنا چاہئے۔

ایک دوست مائیکل جن کے والدین پولش ہیں، سویڈن میں رہتے ہیں کہنے لگے کہ تقریر ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ اس میں امن اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا پیغام تھا۔ انہوں نے افریقہ کا اور افریقہ میں اسکول اور جو دوسری سہولیات مہیا کی جارہی ہیں، ان کا ذکر بھی کیا۔ کہنے لگا کہ مَیں خدا پر یقین رکھتا ہوں مگر یہاں پر اکثر لوگ، جو دوسرے لوگ ہیں وہ عموماً نہیں رکھتے اس لئے میں بہت فخر محسوس کر رہا ہوں کہ ایسا شخص سویڈن آیا جو خدا پر اور ایک خالق پر پختہ یقین رکھتا ہے۔ خطاب کے سننے کے بعد اب مَیں اسلام سے نہیں ڈرتا بلکہ صرف شدت پسندوں سے ڈرتا ہوں۔ مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ یہ دونوں آپس میں جدا جدا ہیں۔

پھر ایک مہمان مسلمان حسین عبداللہ صاحب یوگوسلاویہ سے تھے۔ کہنے لگے کہ خلیفہ کے الفاظ نے مجھے چُھو لیا ہے اور میں ان کی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ انہوں نے اسلام کا اس طرز پر دفاع کیا جو دوسرے مسلمان نہیں کر سکتے۔ رواداری اور دوسروں کی مدد پر زور دیا اور کہا کہ اسلام کی تعلیم ہے کہ ہم سب ضرورتمندوں کی مدد کریں۔ کہنے لگے کہ اب میں جماعت احمدیہ پر فخر کرتا ہوں۔ لوگوں کے اسلام کے بارے میں غلط تأثرات ہیں اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ ان کو درست کیا جائے مگر خلیفہ اس کام میں سب سے آگے ہیں۔

ایک سویڈش مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ اس شام نے مجھ کو بیحد متاثر کیا ہے اور میں نے سیکھا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ خلیفہ نے چند ہی منٹوں میں بہت سے موضوعات پر بات کی اور اسلام کا اس رنگ میں دفاع کیا جو کہ مَیں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ کہنے لگا انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ بعض مسلمان برے ہیں مگر خلیفہ نے قرآن کریم کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا کہ ایسے لوگ قرآن کی تعلیم کے خلاف جارہے ہیں۔

اس کے حوالے سے ایک سیاستدان نے تقریر میں کہا کہ آپ کو ایک حقیقی مسلمان سے امن محسوس کرنا چاہئے اور میں جب تقریب میں تھا تو میں واقعی امن محسوس کر رہا تھا۔

ایک عیسائی پادری کہنے لگے کہ مجھے آپ کے خلیفہ کی تقریر کے ہر لفظ سے اتفاق ہے بالخصوص مجھے ان کی یہ بات پسند آئی ہے کہ ہمیں خدا کو یاد رکھنا چاہئے اور یہی مذہب کی بنیاد ہے۔ نیز یہ کہ انہوں نے شروع میں جو قرآن پڑھا تو وہ مجھے بہت روحانی اور ہلا دینے والا لگا۔

ایک مہمان کہنے لگے مجھے آج یوں لگا کہ میں کسی اور دنیا میں ہوں۔ مرکزی موضوع بھی یہی تھا کہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں خاص طور پر ان کا جو سب سے کمزور اور ضرورتمند ہیں۔ پھر کہنے لگا خلیفہ نے قرآن کے ذریعہ ثابت کیا کہ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ انہوں نے یقیناً مجھے تسلی دلائی اور مجھے امید ہے کہ دوسروں نے بھی جو یہاں موجود تھے اس طرح فائدہ اٹھایا ہوگا۔

ایک مہمان نے کہا کہ آج کے خطاب میں بہت سے موضوعات پر بات کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے مگر آپ کے خلیفہ کا پیغام اس سے بالکل مختلف ہے۔

پھر ایک سویڈش مہمان نے کہا کہ اسلام کے بارے میں بہت کچھ سیکھا۔ یہ بڑی اچھی بات تھی کہ جس طرح میڈیا ہمیں ہر وقت اسلام کے بارے میں بتاتا ہے کہ یہ ایک متشدد مذہب ہے مگر آج ہمیں اس کے برعکس ہی سننے کو ملا۔ خلیفہ نے ہمیں تسلی دلائی اور ہمارے ڈر کو دُور کیا اور ثابت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پُرامن تھے۔

پھر ایک مہمان نے کہا آج یہاں آنے سے پہلے مَیں اسلام کے بارے میں خوفزدہ تھی مگر آج جو مجھے نظر آیا اور جو میں نے دیکھا وہ بالکل مختلف تھا۔ خلیفہ کا پیغام رحمدلی، ہمدردی اور امن کا پیغام تھا۔ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ آپ کو ہر شخص سے اس کے مذہب کی پرواہ کئے بغیر محبت کرنی چاہئے۔ اس نے میرے دل کو چھو لیا نیز یہ بھی سن کر اچھا لگا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق کے بارہ میں تعلیم دیتا ہے۔

اس طرح کے بہت سارے تأثرات مہمانوں کے ہیں۔ بدھسٹ بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں اور سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ جو ہے وہ یقیناً شدت پسندی کے خلاف ہے۔

ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے کہا کہ خلیفہ کو ہر جگہ اور ہر پلیٹ فارم پر اسلام کی نمائندگی کرنی چاہئے اور لوگوں کو ان کی بات سننی چاہئے۔ اگر کسی کو اسلام کا کچھ بھی خوف تھا تو وہ آج دُور ہو گیا ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ ایک مہمان نے کہا کہ یہ تقریر آسٹریا کے لوگوں کو دینی چاہئے کیونکہ ان ملکوں میں لوگ اسلام کی نفرت اور اسلام کے خوف میں جنونی ہو چکے ہیں۔ انہیں یہ تقریر سننے کی سخت ضرورت ہے تاکہ وہ سیکھ سکیں کہ اسلام ایک امن کا مذہب ہے۔ خلیفہ نے بہت خوبصورتی سے مساجد کے مقاصد کے بارے میں سمجھایا اور یہ کہ مسجد کا مطلب امن ہے اور یہ کہ صلوٰۃ کا مطلب بھی امن اور امان ہے۔ مجھے یہ بھی اچھا لگا کہ آپ کے خلیفہ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور صرف امن قائم کرنے کے بارے میں فکر کرتی ہے۔ اور مجھ پر یہ بات بھی بہت اثر انداز ہوئی جب خلیفہ نے کہا کہ احمدی انسانیت کی تکالیف دور کرنا چاہتے ہیں اور ان کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ پھر یہ بھی بہت دلچسپ بات تھی کہ خلیفہ نے بتایا کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایک مسجد ضرار کو گرا دیا گیا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مساجد صرف امن کی جگہیں ہوتی ہیں۔

سویڈن کے دارالحکومت سٹاک ہوم میں بھی ایک ریسپشن تھی وہاں بھی چھ ممبران پارلیمنٹ شامل ہوئے۔ دوسرے حکومتی اہلکار بھی تھے۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے اور وہاں بھی لوگوں نے بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔

ایک مہمان نے کہا کہ مجھے آج بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ بہت متاثر کن تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس سے امید بندھی ہے۔ میں بہت شکر گزار ہوں کہ خلیفہ یہاں آئے۔ خلیفہ کے پیغام نے ہمیں احساس دلایا کہ ہم کسی تنازعے کو دیکھ کر آنکھیں بند نہ کر لیا کریں کہ یہ خود ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ بہت ٹھوس پیغام تھا اور میں اس کے لئے بہت شکر گزار ہوں۔

پھر ایک مہمان نے کہا کیونکہ آجکل دنیا میں ایسی طاقتیں کام کر رہی ہیں جو انسان کو انسان سے دور کرنا چاہتی ہیں سب کو ایک جگہ اکٹھا کرنے میں آپ ہر لحاظ سے کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ جب ہم ملتے ہیں تو ہماری آنکھیں کھلتی ہیں اور ہمیں مزید کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

عراق سے آنے والے ایک عیسائی مہاجر سلام صاحب نے کہا کہ میں نے عراق میں کبھی ایسی باتیں نہیں سنیں۔ وہاں لوگ اسلام کی وہ شکل پیش نہیں کرتے جو آپ کے خلیفہ بتا رہے ہیں۔ کاش کہ عراقی لوگ خلیفہ کی بات سن لیتے تو ہمیں اس طرح ہجرت نہ کرنی پڑتی اور یہاں سویڈش لوگوں کے سامنے بھکاری بن کر نہ آنا پڑتا۔ یہاں سویڈش لوگوں کو لگتا ہے کہ میں کوئی حق جمانے آیا ہوں۔ یہ احساس میرے لئے بہت برا ہے۔ عراق میں آپ کے خلیفہ جیسا ایک شخص بھی نہیں ہے۔ خلیفہ تو صاف صاف بات کرتے اور بتاتے ہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ آپ کی جماعت تمام مسلم فرقوں سے بہتر ہے۔

پھر ایک مہمان کہتی ہیں کہ جو پیغام خلیفہ نے دیا یہی اصل پیغام ہے جو تمام مذاہب نے اپنے آغاز میں دیا ہے۔ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم یہی ہے۔ خلیفہ یکسانیت کی طرف بلا رہے ہیں۔ آپ کی باتیں سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ دنیا کے مسائل مذہب کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اگر مسلمانوں کے ساتھ ہمارے اختلافات ہیں تو وہ مذہب کے نہیں ہیں بلکہ کلچر کے ہیں۔

ڈنمارک میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جو کوریج ہوئی ہے اس میں اس کا ایک نیشنل اخبار ’’کرسچن بلادت‘‘ ہے۔ اس نے ہوٹل میں جو فنکشن ہوا تھا اس کی خبر دی۔ پڑھنے والے تو پچاس ہزار ہی ہیں۔ اسی طرح ایک اور ریڈیو 24 کی جرنلسٹ انٹرویو کے لئے مشن آئی اور تقریباً پونے گھنٹے کا انٹرویو لیا اور پھر اس کو ڈینش ترجمہ کے ساتھ من وعن شائع کیا، سنایا۔ اس ریڈیو کے ایک وقت میں سامعین کی تعداد پچیس سے چالیس ہزار ہے۔ ٹی وی پی آر نے اپنی خبروں میں کوریج دی۔ اس کے سامعین کی تعداد دو ملین ہے۔ اسی طرح دوسرے میڈیا وغیرہ کے ذریعہ کل تقریباً تین ملین افراد تک اسلام کا یہ پیغام پہنچتا رہا یا پہنچا۔

اسی طرح سویڈن میں مختلف اخباروں اور ریڈیو چینل، ٹی وی چینل وغیرہ کے چھ انٹرویو ہوئے اور نیشنل ٹی وی پر انہوں نے خبریں بھی دیں۔ اس طرح مجموعی طور پر تقریباً آٹھ ملین کے قریب لوگوں تک سویڈن میں بھی پیغام پہنچا۔

پس جس طرح جماعت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور جس طرح لوگوں کے تاثرات ہیں وہ میں نے بیان کئے ہیں۔ عمومی طور پر اسلام کی تعلیم سن کر ان لوگوں کو حقیقت کا علم ہوا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے میں ہے اور اس کے ساتھ ہی سلامتی اور امن کا پیغام ہے اور حقوق العباد ادا کرنا ہے۔ اور یہ لوگوں کو پتا لگ گیا کہ جماعت احمدیہ کیونکہ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے یہ حقوق ادا کر رہی ہے۔ پس یہ بنیادی

چیز ہے کہ ہر احمدی اس بات کو سمجھے کہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی یہ حقوق صحیح طور پر ادا ہو سکتے ہیں۔

حقیقی خلافت صرف اپنوں کے خوف کو امن میں نہیں بدلتی بلکہ غیروں کے خوف کو بھی امن میں بدلتی ہے اور یہی اکثر تأثرات ہیں جو لوگوں نے بیان کئے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے جس کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے کہ ان کی جو خوف کی حالتیں تھیں وہ یہاں ہمارے فنکشنوں پر آ کر امن میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تائیدات بھی ساتھ ہیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا دوسروں پر اثر ڈالتی ہیں۔ اس لئے بعض نے قرآن کریم کو پڑھنے کا بھی اظہار کیا۔ ایک دو کی مثالیں بھی مَیں نے پیش کیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہٹ کر اگر کوئی اس زمانے میں خلافت قائم کرنا چاہتا ہے یا چاہے گا تو وہ ناکام ہو گا اور امن قائم نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت اولیٰ کے زمانے میں یا ابتدائی زمانے میں خلفائے راشدین کے زمانے میں جب حقیقی خلافت تھی تو حضرت عمر کے زمانے میں کیا ہوا۔ شام اور عراق میں ایسا امن قائم کیا کہ وہاں کے عیسائی اس وقت جبکہ رومن حکومت نے دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی، روتے تھے کہ مسلمان دوبارہ واپس آئیں۔ اور جب مسلمان دوبارہ واپس آئے تو انہوں نے خوشیاں منائیں۔

لیکن اب کیا ہو رہا ہے۔ شام اور عراق میں خلافت کے نام پر جو تحریک شروع ہوئی ایک تو اس میں کوئی طاقت نہیں تھی، حقیقت نہیں تھی اور شروع میں جو ابتدائی طاقت تھی وہ بھی اب ختم ہو گئی اور کوئی زور نہیں رہا۔ جو کام خلافت کے نام پر شروع ہوا تھا دو تین سال میں بلکہ اس سے بھی کم عرصے میں وہ صرف ایک تنظیم کا نام رہ گیا جس نے نہ اپنوں کو امن دیا ہے نہ غیروں کو امن دیا ہے۔ وہاں جانے والے بہت سے ایسے ہیں جو اسلام اور خلافت کے نام پر ایک جذبے کے ساتھ گئے تھے۔ یہاں سے، یورپ سے بھی جاتے رہے لیکن غیر اسلامی حرکتیں دیکھ کر مایوس بھی ہوئے۔ کئی ان میں ایسے ہیں جو واپس آنا چاہتے ہیں لیکن نہیں آ سکتے۔ یہ بھی میڈیا میں آ رہا ہے۔ خوف کی حالت میں رہ رہے ہیں۔ تمام راستے ان کے لئے بند ہیں۔

شدت پسندی کا یہ حال ہے کہ گزشتہ دنوں ایک خبر تھی کہ ایک عورت کا چھوٹا دودھ پیتا بچہ بھوک سے تڑپ رہا تھا اور گھر کا فاصلہ دور تھا۔ عورت نے بالکل ایک علیحدہ جگہ جا کر درخت کے نیچے بچے کو دودھ پلانا شروع کیا تو اس وقت یہ اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار اور اسلام کی حفاظت کرنے والے آ گئے اور ان نام نہاد خلافت کے سپاہیوں نے اس عورت سے اس کا بچہ چھینا کہ تم سڑک پر بیٹھی دودھ پلا رہی ہو۔ حالانکہ بالکل ایک علیحدہ جگہ تھی اور پھر بچہ چھین کر گولیاں مار کر اس عورت کو مار دیا۔ تو یہ وہ ظلم ہیں جو وہاں ہو رہے ہیں۔ اور مارا اس بات پر کہ تم یہ غیر اسلامی فعل کر رہی ہو۔ انہوں نے تو اپنوں کا امن بھی چھین لیا ہے تو غیروں کو انہوں نے کیا امن دینا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے مثال دی کہ حضرت عمر کے زمانے میں تو عیسائی بھی اس بات پر خوش تھے کہ ہمیں مسلمان امن دے رہے ہیں اور عیسائی امن نہیں دے رہے اور آج اس کے بالکل الٹ ہو رہا ہے۔ لیکن یہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو اپنوں اور غیروں کے خوف کو امن میں بدل رہی ہے اور مختلف لوگوں کے تأثرات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات خلافت احمدیہ کے ساتھ ہیں اور کبھی کم نہیں ہوتیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ گزشتہ 108 سال کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر یہ کسی انسان کا کام ہوتا تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا قیام اور خلافت کا وعدہ الٰہی وعدہ ہے اور وہی چیز جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تھی لوگوں نے وہ ختم کرنے کی کوشش کی لیکن ختم نہیں ہوئی۔ وہ آج بھی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی ختم نہیں کر سکتے۔ اور یہ خلافت اور یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ جاری رہنے کے لئے ہے۔

اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اتنی بڑی تعداد تک اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کر لیا ہو کہ اس نے یہ پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانا ہے تو پھر ان ترقیات کو کون ہے جو روک سکتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی اور ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہمیشہ وفا کے ساتھ خلافت احمدیہ کے ساتھ منسلک رکھے اور ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو مزید شان سے جلد از جلد پورا ہوتا ہوا دیکھ سکیں۔

نماز کے بعد مَیں تین جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے اور دو غائب۔ جنازہ حاضر ہے مکرم چوہدری فضل احمد صاحب وقف کا ہے جو ماسٹر غلام محمد صاحب مرحوم آف ننکانہ کے بیٹے تھے۔ 23؍مئی 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت عمر دین صاحب بنگویؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر مرحوم کے بھتیجے تھے۔ لمبا عرصہ منڈی بہاؤالدین میں رہے۔ پھر جرمنی شفٹ ہو گئے۔ چند سال سے لندن میں مسجد فضل کے حلقہ میں مقیم تھے۔ ساری زندگی مختلف عہدوں پر جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ منڈی بہاؤالدین میں بھی سیکرٹری مال، سیکرٹری تعلیم القرآن اور امام الصلوٰۃ وغیرہ عہدوں پر فائز رہے۔ جہاں بھی رہے سینکڑوں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ 1987ء کے رمضان المبارک میں کلمہ طیبہ کے کیس میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ انتہائی نیک، صالح، قرآن کریم سے محبت کرنے والے شفیق اور بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم داؤد احمد صاحب شہید ابن مکرم حاجی غلام محی الدین صاحب کا ہے جو کراچی میں رہتے تھے۔ 24؍مئی 2016ء کو 60 سال کی عمر میں مخالفین احمدیت نے رات تقریباً 9 بجے آپ کو گھر کے باہر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تفصیلات کے مطابق داؤد احمد صاحب اپنے گھر کے باہر ایک غیر از جماعت کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان کے دوست ابھی تھوڑے فاصلے پر ہی تھے کہ اسی دوران ایک موٹر سائیکل پر سوار دو نامعلوم افراد آئے اور پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے موٹر سائیکل سے اتر کر آپ پر فائرنگ کر دی۔ غیر از جماعت دوست ان کی مدد کے لئے آگے بڑھے تو حملہ آوروں نے ان کی ٹانگوں پر بھی فائر کئے اور موقع سے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں مکرم داؤد صاحب کو تین گولیاں لگیں جو سینے اور پیٹ سے آر پار ہو گئیں۔ فائرنگ کی آواز سن کر ارد گرد سے لوگ جائے وقوعہ پر جمع ہو گئے اور انہوں نے مکرم داؤد صاحب کو فوری طور پر قریبی واقع ہسپتال میں پہنچایا جہاں سے فرسٹ ایڈ کے بعد دونوں کو لیاقت نیشنل ہسپتال شفٹ کر دیا گیا جہاں ڈاکٹرز نے داؤد صاحب کا آپریشن بھی کیا لیکن پیٹ میں لگنے والی گولیوں نے جگر اور بڑی اور چھوٹی آنت کو شدید متاثر کیا تھا۔ سینہ میں لگنے والی گولیوں سے بہت زیادہ خون ضائع ہو گیا تھا اس لئے جانبر نہ ہو سکے اور آپریشن کے دوران ہی جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے غیر از جماعت دوست جو زخمی تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت مولوی الف دین صاحب آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا اور 1956ء میں ربوہ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کے والد نیوی میں ملازم تھے پھر یہ کراچی چلے گئے اور وہاں پھر انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ ان کا ایک حادثے میں بازو بھی ضائع ہو گیا تھا لیکن انہوں نے کبھی بازو کی کمی کو اپنے کام میں حائل نہیں ہونے دیا۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے نرم مزاج، علاقے کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس انسان تھے۔ وقوعہ کے بعد تحقیق کرنے والے ادارے جب علاقے کے لوگوں سے معلومات لے رہے تھے تو ہر شخص کا یہی کہنا تھا کہ یہ شخص تو کسی سے جھگڑا نہیں کر سکتا۔ جھگڑا کرنا تو دُور کی بات ہے یہ تو دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے اور دوسروں کے کام آنے والے نیک انسان تھے۔ جماعتی خدمات میں بھی پیش پیش رہے۔ آپ کا گھر عرصہ 18 سال تک نماز سینٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا اور اسی طرح انصار اللہ اور جماعتی کاموں میں بھی خدمت کی ان کو توفیق ملی۔ ان کا ایک بیٹا اس وقت جامعہ احمدیہ میں چوتھے سال میں پڑھ رہا ہے۔ ان کے دو بیٹے ملک سے باہر کام کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کا ہے جو 25؍مئی 2016ء کی صبح ربوہ میں 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم مولوی محمد اشرف صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کے ہاں اکتوبر 1942ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم منشی محمد رمضان صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1909ء میں بیعت کی تھی۔ آپ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلالپوری کے نواسے اور مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل کے بھانجے تھے۔ آپ کے والد مکرم مولوی محمد اشرف صاحب بھی وقف جدید کے معلم تھے۔ بنیادی تعلیم میٹرک تھی۔ پھر آپ نے 1961ء میں زندگی وقف کی اور جامعہ میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ 1969ء میں وہاں سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران ایف۔ اے اور مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ پھر ان کا تقرر وہاں نظارت اصلاح وارشاد میں اور مختلف جگہوں پر ہوتا رہا۔ ادارۃ المصنفین، وکالت تبشیر میں بھی کام کیا اور نظارت تعلیم القرآن میں بھی کام کیا۔ اصلاح وارشاد مقامی میں مختلف علاقوں میں مربی کے طور پر کام کیا۔ 90ء سے 98ء تک اشاعت وتصنیف کی نظارت میں کام کیا۔ پھر وکالت دیوان میں 99ء سے 2006ء تک کام کیا۔ 2006ء سے 08ء تک وکالت اشاعت کے ماہنامہ تحریک جدید کے ایڈیٹر رہے۔ اکتوبر 2008ء سے وفات تک نگران متخصصین (جامعہ کے فارغ التحصیل جو اسپیشلائز کرتے ہیں) ان کے نگران رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب مربی، داعی الی اللہ، مناظر تھے۔ انہوں نے بعض کتابیں بھی لکھیں۔ انصار اللہ میں بھی خدمت کا موقع ملا اور بڑے دعا گو انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے ورثاء میں ان کی اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ بیٹا یہیں ہے جو باپ کے جنازے پہ جا بھی نہیں سکے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی اور اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور اپنے باپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے............ **وہ میرے خُلق پر ہوگا**۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ **وہ میرا مظہر ہوگا**۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 521)

......’’یوں سمجھ لو کہ **مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم **ہوگا**‘‘۔ (ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 213)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کا کامل انعکاس

(ملک سعید احمد رشید۔ مربی سلسلہ)

قسط نمبر 3

اب آپ کا خلق عظیم اور اخلاق عالیہ آپ کے اپنے الفاظ میں تحریرات اور واقعات میں پیش کئے جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ سے محبت اور جوش وغیرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری کتب اس بارہ میں بھری پڑی ہیں۔ اپنی محبت الٰہی کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں۔

’’اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی تو مَیں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 134۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’میں جب کوئی کام کرتا ہوں تو میری غرض اور نیت **اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار** ہوتی ہے۔‘‘ (ایضاً صفحہ 390)

’’اس وقت دنیا میں شرک پھیلا ہوا ہے اور ایک عاجز انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اس لئے فطرتی طور پر ہماری توجہ اس طرف غالب ہورہی ہے کہ دنیا کو اس شرک سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہو۔ اس کے سوا دوسری طرف ہم توجہ کر ہی نہیں سکتے...... میری ساری توجہ اسی ایک امر کی طرف ہورہی ہے کہ یہ مخلوق پرستی دور ہو اور صلیب ٹوٹ جاوے...... یہ شرک جو پھیلا ہوا ہے اور حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا گیا ہے اس کو نیست و نابود کر دیا جاوے یہ **جوش سمندر کی طرح میرے دل میں ہے**۔‘‘
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 403)

’**خدا تعالیٰ کی راہ میں** ہر دکھ اور مصیبت اور بے عزتی اٹھانے کے لئے تیار رہو۔‘‘ (ایضاً صفحہ 402)

’’ہم چاہتے ہیں کہ پھر خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔‘‘
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 84)

’’میں تو خدا کو خوش کرنا چاہتا ہوں نہ لوگوں کو۔‘‘
(ایضاً صفحہ 84)

’’میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ **اس عشق اور محبت الٰہی** اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 302)

’’**سچی لذّت، اللہ تعالیٰ کی محبت** کے سوا اور کسی شئے میں نہیں ہے۔‘‘ (ایضاً: صفحہ 508)

’’میں جس کام میں لگا ہوا ہوں اس کا اصل مقصد خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنا ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد اول صفحہ 570)

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں...... یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو............ **خدا ایک پیارا خزانہ ہے** اس کی قدر کرو۔‘‘
(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21,22)

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

خدا سے ملنے کی تڑپ

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

خدا تعالیٰ سے مناجات اور عشق ومحبت کا اظہار

تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے
تجھ سے میں ہوں منور میرا تو تُو قمر ہے
تجھ پر مرا توکّل در پر ترے یہ سر ہے
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی
(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 319)

ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں رَبُّ البَرَایَا

مجھے اُس یار سے پیوند جاں ہے
وہی جنت، وہی دَارُالاَمَاں ہے
بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے
(الحکم 10 دسمبر 1901ء)

جلد آ پیارے ساقی! اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص و ہوا یہی ہے

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس میں میری غذا یہی ہے
دنیا میں عشق تیرا، باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی! کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لَنْ تَرَانِیْ تجھ سے رَجا یہی ہے
(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 449)

ایک خواہش، تمنّا اور اصل غرض

فرمایا: ’’انسان کا دل خدا تعالیٰ کی خالص محبت سے اس طرح پرلبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے...... جب اللہ تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ **اس کا دل اللہ تعالیٰ کا تخت گاہ** ہو تو یہ ناممکن ہے کہ یہ اس کے انوار و برکات سے مستفیض نہ ہو اور اس کا کلام نہ سنے...... انسان اپنی غرض کو صاف کرے اور خالصتاً روبخدا ہو۔ اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو صاف کرے اور بڑھائے اور **وَجْہُ اللّٰہ کی طرف دوڑے وہی** اس کا مقصود اور محبوب ہو...... جب وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف آئے گا اور اس کا قرب حاصل ہوگا تو یہ وہ سب کچھ دیکھے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی کبھی نہ گزرا ہوگا...... پس میں تو اس راہ پر چلانا چاہتا ہوں اور یہی اصل غرض ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 77)

خشیۃ اللّٰہ

’’رات کے وقت جب ہر طرف خاموشی ہوتی ہے اور ہم اکیلے ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی **خدا کی یاد میں** دل ڈرتا رہتا ہے کہ وہ بے نیاز ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد اول صفحہ 306)

’’اس خسیس دنیا کو خوش کر کے اپنے خدا کی دھتکار کی طاقت ہم کہاں رکھ سکتے ہیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 215)

لِلّٰہ بُغض

فرمایا: ’’ہم بھی بعض دفعہ کسی پر ناراض ہوتے ہیں مگر ہماری ناراضگی **دین کے واسطے اور اللہ کے لئے ہے**۔ جس میں نفسانی جذبات کی ملونی نہیں اور دنیوی خواہشات کا کوئی حصہ نہیں۔ ہمارا بغض اگر کسی کے ساتھ ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور اس واسطے وہ بغض ہمارا نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ کا ہی ہے کیونکہ اس میں کوئی ہماری نفسانی یا دنیوی غرض نہیں۔ ہم کسی سے کچھ لینا نہیں چاہتے نہ کسی سے کوئی خواہش رکھتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 171)

توکّل علی اللّٰہ

فرمایا: ’’ہم کو تو خدا پر اتنا بھروسہ ہے کہ ہم تو اپنے لئے دعا بھی نہیں کرتے کیونکہ وہ ہمارے حال کو خوب جانتا ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد اول صفحہ 444)

’’جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔‘‘

خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا: ’’جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق وسرور اللہ تعالیٰ پر توکّل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ **راحت بخش اور طمانیت انگیز** ہوتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 216)

’’ہم کو اگر اس کام کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے آگ میں ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ جلا نہیں سکے گی اور **اگر شیروں** کے پنجرہ میں ڈالا جاوے تو وہ کھا نہ سکیں گے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہمارا وہ خدا نہیں جو اپنے صادق کی مدد نہ کر سکے۔‘‘
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 218)

’’ایک عرب کی طرف سے خط آیا کہ اگر آپ ایک ہزار روپیہ مجھے بھیج کر اپنا وکیل مقرر کر دیویں تو میں آپ کے مشن کی اشاعت کروں گا۔‘‘

فرمایا: ’’ان کو لکھ دو ہمیں کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ **ایک ہی ہمارا وکیل ہے**۔ جو عرصہ بائیس سال سے اشاعت کر رہا ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی اَور کی کیا ضرورت ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 46)

’’ہمارے مخالف ہر طرف سے کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے نابود کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ ہر قسم کی تدبیریں اور منصوبے کرتے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ...... خدا کے ساتھ لڑ کر کبھی کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ان **کا بھروسہ اپنی تدابیر اور حیل پر** ہے اور **ہمارا خدا پر**۔‘‘
(ایضاً صفحہ 202)

اللہ تعالیٰ سے عشق

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:
’’آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔‘‘
(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 597)

’’اللہ تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بے حد عشق تھا۔ سوتے ہوئے بھی آپ کی یہی کیفیت ہوتی تھی کہ **لبوں پر سبحان اللہ** کے الفاظ ہوتے تھے۔‘‘
(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 287)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت اور آپؐ کے لئے غیرت

یوں تو آپ کی ساری کتب، نظم ونثر عربی، اردو، فارسی، اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت، جوش وغیرت سے بھری پڑی ہیں۔ اسی طرح عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے لئے جوش وغیرت سے بھی بھری پڑی ہیں چند ایک نمونے پیش خدمت ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:
’’پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم...... جو **عارف ترین اور اکمل ترین انسان** دنیا میں تھے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

وسلم ہی کو اپنا امام اور حکم مانتے ہیں...... ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 64)

''ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپؐ کی عظمت کو قائم کرنا۔'' (ایضاً صفحہ 200)

''مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 9)

''ہم کو الہام ہوا ہے کُلُّ بَرَکَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍؐ۔ ہم اس دائرہ سے باہر نہیں جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باہر جانا تو کفر ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 513)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق و محبت آپ کے اندر اس کمال کو پہنچا ہوا تھا کہ آپ کے ہر قول و فعل اور حرکت و سکون میں اس کا ایک پُر زور جلوہ نظر آتا تھا۔ جس کا ایک جلوہ اور اظہار نمونۃً ان چند اشعار میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

جان و دِلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 93 نیا ایڈیشن)

یعنی میرے جان و دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خداداد پر قربان ہیں اور میں آپؐ کے آل و عیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 185)

یعنی خدا سے اتر کر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شراب سے متوالا ہو رہا ہوں۔ اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

پھر فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے، مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

گویا آپ فنا فی الرسول کے مقام تک پہنچے ہوئے تھے۔ یعنی آپ کا اپنا وجود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں فنا ہو گیا۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

''میں قرآن اور...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمربستہ ہوں اور جان تک میں نے اپنی اسی راہ میں لگا دی ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 586)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پھر آنحضرتؐ کی اعلیٰ و ارفع شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''**وہ اعلیٰ درجہ کا نور** جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا **یعنی انسان کامل میں** جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور **ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء، سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔**''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-161)

....

غیرت کا اظہار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کے لئے غیرت آپ کی فطرت میں ودیعت تھی۔ بے شمار مواقع پر آپ نے اس کا اظہار فرمایا۔ اور آپ کی تحریروں میں بھی کئی جگہ اس کی جھلک یا برملا اظہار نظر آتا ہے۔ ایک بڑا مشہور واقعہ پنڈت لیکھرام کا ہے جو آنحضرتؐ کے خلاف اپنی بدزبانی اور دیدہ دلیری میں مشہور زمانہ تھا۔ ایک بار اُس نے حضرت مسیح موعودؑ کو سلام کیا تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے دوسری طرف سے آکر سلام کیا تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ احباب نے آپ سے عرض کی کہ لیکھرام سلام عرض کرتا ہے۔ تو آپ نے نہایت غیرت مندانہ لہجے میں (نہایت جوش سے) فرمایا۔ میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے۔

اسی طرح آپ کی کئی تحریروں میں سے ایک نمونہ پیش خدمت ہے۔ فرماتے ہیں۔

''اس زمانے میں جو کچھ دینِ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی...... اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے؟...... اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں...... کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو اِن گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی کی گئی دُکھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 51,52)

....

اردو منظوم کلام کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

پھر اپنے عشق و محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 224)

....

پھر اپنے عربی قصیدہ میں اپنے عشق و محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَ جَنَانِیْ

اے میرے محبوب یقیناً آپ کی محبت میں میری جان اور میرے دماغ اور دل میں رَچ گئی ہے۔

مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَةَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ آنٖ

اے میری خوشی کے باغ میں تو آپؐ کے (مبارک) منہ کی یاد سے ایک لمحہ اور لحظہ بھی غافل نہیں رہتا۔

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّةُ الطَّیَرَانٖ

میرا وجود (تیرے دیدار کے لئے) اُڑ کر آنا چاہتا ہے۔ اے کاش مجھے اڑنے کی طاقت ہوتی۔ (تو میں اڑ کر آپؐ کے پاس پہنچ جاتا)۔

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٖ

اے میرے رب تو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہمیشہ (درود و سلام اور) رحمتیں نازل فرما اس دنیا میں بھی اور دوسرے جہان میں بھی۔

....

آنحضرتؐ سے عشق

آپ کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 201)

....

قرآن کریم سے عشق و محبت

اس بارہ میں بھی آپ کی تمام کتب، اور نظم و نثر، عربی، اردو اور فارسی میں آپ کے عشق قرآن پر زبردست دلیل ہیں۔ اسی طرح آپ کی تفسیر قرآن، اور پرمعارف تشریح اور اس کے مقابل پر تمام ادیان باطلہ کو چیلنج اور فضائل القرآن بیان فرما کر اپنے عشق و محبت کا ثبوت دیا۔ مثلاً عیسائیوں کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا۔

آؤ عیسائیو ادھر آؤ
نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

اسی طرح آپ کی جملہ کتب ان چیلنجوں سے بھری پڑی ہیں۔ بعض جگہ تو بڑے بڑے انعام بھی رکھے ہیں۔ آپ نے، آریوں، ہندوؤں اور عیسائیوں غرضیکہ تمام مذاہب والوں کو دین حق اور قرآن کریم سے مقابلہ کے چیلنجز دیئے اور قرآن کریم کی برتری اور عظمت شان بیان فرمائی ہے اسی طرح فرماتے ہیں:

''کوئی سچائی اور صداقت نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو۔ میں نے اگنی ہوتری کو بارہا کہا کہ کوئی ایسی سچائی بتاؤ جو قرآن شریف میں نہ ہو مگر وہ نہ بتا سکا۔

ایسا ہی ایک زمانہ مجھ پر گزرا ہے کہ میں نے بائبل کو سامنے رکھ کر دیکھا جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 73-672)

پھر آپ قرآن شریف سے اپنے عشق و محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

(روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 299)

اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں

(روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 299)

پھر اپنے عشق و محبت کا اظہار یوں فرمایا:

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

قرآن پر ایمان و اعتقاد

اس بارہ میں فرمایا:

''ہم نے بارہا ظاہر کیا ہے اور کتابوں میں شائع کیا ہے کہ ہم قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اگر کوئی شخص ایک آیت کا بھی انکار کرے وہ گمراہ اور جہنمی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 128)

خادم قرآن

فرمایا: ''میں قرآن اور احکام قرآنی کی خدمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمربستہ ہوں اور جان تک میں نے اپنی اسی راہ میں لگا دی ہے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 586)

نیز فرمایا:

''میں قرآن شریف کا ایک خادم ہوں۔''

(ایضاً صفحہ 74)

قرآن کریم سننے کا شوق

سیر کے دوران حافظ محبوب الرحمٰن صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

''یہ قرآن شریف اچھا پڑھتے ہیں اور میں نے اسی واسطے ان کو یہاں رکھ لیا ہے کہ ہر روز ان سے قرآن شریف سنا کریں گے۔ مجھے بہت شوق ہے کہ کوئی شخص عمدہ، صحیح، خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والا ہو تو اس سے سنا کروں۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 197)

قرآن کریم برکات کا سرچشمہ

اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 140)

نیز فرمایا:

دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے
سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں بیاں
وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اِک جاں
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام
عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
درد مندوں کی ہے دوا وہی ایک
ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

(روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 299)

پھر فرمایا:

’’میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ...... دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ میں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا ......اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اس کو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے۔‘‘

(سناتن دھرم۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 474)

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے ......نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں

فرمایا:

’’حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اُس کے ظِل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ’’اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرآنِ‘‘ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔‘‘

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن

’’تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی...... خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی ......پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں......پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو۔ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔‘‘ (کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27)

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

عشق قرآن

مولوی میر حسن صاحب سیالکوٹی نے تحریراً حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو اپنے خط میں لکھا:

’’حضرت مرزا صاحب پہلے محلّہ کشمیریاں میں جو اس پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے **تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے**، بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے **اور زار زار رویا کرتے تھے**۔ ایسی خشوع خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 252)

اس گواہی پر آپؑ کا یہ شعر صادق آتا ہے۔؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

(باقی آئندہ)

سایہ فگن ہے سر پر رمضان کا مہینہ

سایہ فگن ہے سر پر رمضان کا مہینہ
اُدھڑے ہیں جو بھی بخیے، محنت سے ان کو سینا

رحمت کے خوان اٹھائے آئے اُتر فرشتے
اور اِذنِ لُوٹ بھی ہے، سو لُوٹ لو خزینہ

ساون ہے رحمتوں کا، بھادوں ہے برکتوں کا
بوچھاڑ میں نہا لو، دھو لو دلوں کا کینہ

کنڈی لگا کے دیکھو، جھولی بچھا کے دیکھو
آنسو بہا کے دیکھو، ہر اشک ہے نگینہ

گو اور بھی مہینے ہر چند معتبر ہیں
ماہِ صیام لیکن انمول ہے دفینہ

قُربِ خدا کو پانا اِس ماہ میں سہل ہے
سادہ مثال سمجھو یہ لفٹ، وہ ہیں زینہ

کھانے پہ زور کم ہو افطار اور سحر میں
دل میں انڈیل لینا قُرآن کا خزینہ

بھر نہ سکیں گے ہرگز، برتن اگر ہیں اوندھے
سیدھا کرو دلوں کو، کچھ سیکھ لو قرینہ

دنیا کی دولتوں کو ٹھوکر پہ بھی نہ رکھے
جس کو ہؤا میسّر اک سجدۂ شبینہ

حکمِ خدا پہ جو بھی ہر آن سر جھکائے
مل کر رہے گا اس کو اک قالبِ سکینہ

کیا کیا نہ فیض پائے چمٹے جو ایک در سے
ہر سمت بھاگتا ہے یہ بندۂ کمینہ

اس نفس کو نکالو سینے کی مملکت سے
یہ ہے یہود خصلت اور پاک ہے مدینہ

قُربِ خدا کو پانا کچھ کھیل تو نہیں ہے
جلتا ہے اس دیے میں بس خون اور پسینہ

ماہِ صیام اگلا شائد نہ دیکھ پاؤں
دنیا سے دل غنی ہے کافی ہے اتنا جینا

اس راہ گذر میں عؔرشی مرنا ہی زندگی ہے
آسان تو نہیں ہے یہ جامِ وصل پینا

(ارشاد عؔرشی ملک۔ پاکستان)

’’ترقی یافتہ‘‘ ممالک میں

والدین کے ہاتھوں بچوں کی تلخیٔ ایام

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

حال ہی میں آسٹریلیا میں ہونے والے ایک دردناک واقعہ کے بعد تشویشناک اعداد و شمار منظر عام پر آئے ہیں جن کے مطابق ہر سال آسٹریلیا میں پچیس (25) بچے اپنے والدین کے ہاتھوں قتل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ امریکہ میں ہر سال اٹھارہ سال سے کم عمر کے 450 بچے اپنے والدین کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے ہیں۔(USA Today. 16 April 2016)

اسی طرح آسٹریلین انسٹی ٹیوٹ آف فیملی سٹڈیز اور ہیلتھ اینڈ ویلفیئر ادارہ کی رپورٹوں کے مطابق صرف سال 2013-14ء میں 198,966 بچوں کے متعلق شکایات موصول ہوئیں کہ ان کے والدین ان کی حقوق تلفی کر رہے ہیں اور ان سے غیر انسانی سلوک روا رکھتے ہیں۔

گزشتہ چند سالوں سے جون 2014ء تک حکومتی اداروں کو مداخلت کر کے 43,009 بچوں کو ان کے والدین سے ’’بازیاب‘‘ کروایا گیا اور انہیں محفوظ تحویل میں رہائش دلوائی گئی۔ ایسے بچے گو وقتی طور پر محفوظ ماحول اور سرکاری سرپرستی میں پرورش پاتے ہیں مگر بہرحال ان کے ذہنوں پر والدین کی بدسلوکی اور پھر والدین سے جدائی بھی انتہائی برا اثر ڈالتی ہے اور عموماً ان کی شخصیت ہمیشہ کے لئے زخم خوردہ اور ادھوری رہ جاتی ہے۔ محرومی کا یہ احساس آگے چل کر ذہنی امراض اور باغیانہ پن کو بھی جنم دے سکتا ہے جس کا خمیازہ بسا اوقات پورے معاشرے کو بھگتنا پڑتا ہے۔

ان ممالک میں والدین کے اس تشویشناک رجحان میں اضافہ کی وجوہات نفسیاتی و دماغی امراض، ناکام ازدواجی زندگی، کثرتِ شراب نوشی و دیگر منشیات کا استعمال بتایا جاتا ہے۔ لیکن مذہبی تعلیمات سے بیگانگی نیز بے نکاحی (De-Facto) ازدواجی زندگی بھی اہم وجوہات میں شامل ہیں۔

بچے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ہدیہ اور تحفہ ہوتے ہیں جن کے ذریعہ والدین کی آزمائش بھی مقصود ہوتی ہے اسی لئے قرآن مجید میں اولاد کو ایک قسم کا ’’فِتنہ‘‘ کہا گیا ہے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہوئے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُم وَ اَحْسِنُوا اَدَبَھُمْ، فَاِنَّ اَوْلَادَکُمْ ھَدِیَّۃٌ اِلَیْکُم (سنن ابن ماجہ) یعنی اپنی اولاد کا اکرام کرو اور بطریق احسن ان کے آدابِ (پرورش) بجا لاؤ، بیشک تمہاری اولاد تمہارے لئے ایک تحفہ ہے۔

☆......☆......☆

بقیہ: رپورٹ دورہ ڈنمارک وسویڈن
از صفحہ نمبر 20

ممالک میں سے بھی لوگوں نے آپؑ کو قبول کیا اور آپؑ کی جماعت میں شامل ہوئے۔ اسی طرح دوسرے ممالک سے، انڈونیشیا سے ہزاروں لوگ اس کمیونٹی میں شامل ہوئے، ملائشیا سے بڑی تعداد شامل ہوئی۔ عرب دنیا سے بھی لوگ آہستہ آہستہ شامل ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ان سب شامل ہونے والوں کو علم تھا کہ ہم اسلام کی صحیح تعلیمات نہیں پھیلا رہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا صحیح مقام نہیں دے رہے اور ہم خاتم النبیین کے غلط معنی کر رہے ہیں اور قرآن کریم کی آیات کی صحیح تشریح نہیں کر رہے تو پھر مسلمانوں سے یہ لوگ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہمارے ساتھ کیوں شامل ہو رہے ہیں۔ تو اس طرح ہماری جماعت کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ کمیونٹیز اسی طرح ترقی کرتی ہیں۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ انشاء اللہ ایک دن ہم کامیاب ہوں گے۔ ہم فتحیاب ہوں گے۔ اب بتائیں کہ کیا یہودیوں نے عیسائیت کو قبول کیا تھا۔ تین سو سال لگے تھے اس کے بعد جا کر عیسائیت پھیلی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح ومہدی علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ تین سو سال کا عرصہ نہیں گزرے گا کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد میری جماعت میں شامل ہو چکی ہوگی۔

اس پر صحافی نے عرض کیا کہ آپ بڑے مضبوط اور طاقتور ہیں اور ابھی مزید دو سو سال کا عرصہ باقی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ایک سو چھبیس سال گزر چکے ہیں اور ہم اس وقت ملینز میں ہیں۔ ایک آدمی نے پنجاب انڈیا کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان سے دعویٰ کیا تھا اور وہ اس وقت اکیلا تھا اور اب ملینز میں ہے۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا کام نہیں ہے۔ یہ سب کچھ کس طرح ہو گیا۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ حضور یہاں ڈنمارک آئے ہیں اور آپ کی کمیونٹی یہاں مسجد کی تعمیر پر پچاس سال پورے ہونے پر بعض پروگرام کر رہی ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: مسجد کے پچاس سال پورے ہونے کے حوالہ سے میرا یہاں آنے کا پلان نہیں تھا۔ اگرچہ مجھے علم تھا کہ مسجد کی تعمیر پر پچاس سال مکمل ہوئے ہیں لیکن میرے یہاں آنے کی یہ وجہ نہیں ہے۔

❁...... **جرنلسٹ نے عرض کیا کہ کل Hilton ہوٹل میں جو Reception کی تقریب ہوئی ہے اس میں منسٹر، پارلیمنٹ کے ممبران، ایمبیسڈر، رشیا اور امریکہ کے فرسٹ سیکرٹریز اور بعض دوسرے لوگ آئے تھے۔ 150 کے قریب مہمان تھے لیکن ان مہمانوں میں میرے علاوہ کوئی دوسرے پاکستانی لوگ نہیں تھے۔ ایسا کیوں تھا؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: یہاں کی لوکل انتظامیہ اس کا بہتر جواب دے سکتی ہے۔ ہم نے پاکستانی ایمبیسڈر کو بلایا تھا اور ساتھ ایمبیسی کے لوگوں کو بلایا تھا۔ ایمبیسڈر کے بارہ میں پتہ چلا کہ وہ عمرہ کے لئے جا رہے ہیں اور دوسروں کے بارہ میں علم نہیں ہے کہ وہ کس وجہ سے نہیں آسکے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ ہمارا نارمل طریق ہے کہ جب ہم ہر سال لندن میں سمپوزیم کا انعقاد کرتے ہیں تو اس میں بہت سارے پاکستانی کمیونٹی کے مہمان شامل ہوتے ہیں اور انڈین origin کے لوگ آتے ہیں۔ اب یہاں معلوم نہیں کہ پاکستانیوں کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں یا تو تعلقات اتنے اچھے نہیں یا پھر وہ ہمارے پروگرام میں آنا نہیں چاہتے۔ لیکن مجھے اس بارہ میں معلوم نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم اسلام کا حقیقی پیغام یہاں کے لوکل ڈینش لوگوں میں پہنچانا چاہتے تھے۔ میرا خیال ہے اس وجہ سے شاید انہوں نے لوکل ڈینش لوگوں کو زیادہ دعوت دی ہے۔ یہاں تک کہ ہماری اپنی کمیونٹی کے ممبران

بھی بہت کم تھے۔ شاید دس پندرہ کی تعداد میں موجود تھے۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا: مَیں نے آپ کی جماعت کے بارہ میں مطالعہ کیا ہے۔ آپ کی جماعت دنیا بھر میں ”مشنری ورک“ کر رہی ہے۔ تو کیا آپ نے ”مشنری ورک“ کے حوالہ سے کچھ عیسائیت سے لیا ہے اور یہ اصطلاح استعمال کی ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر اس کے لئے انگریزی زبان میں کوئی دوسرا موزوں لفظ ہے تو ہم اسے اختیار کر سکتے ہیں۔ ہمارا کام ہی تبلیغی کام ہے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کا کام ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ میرے آنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ ہر شخص اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانے، خدا کے قریب ہو اور دوسرا یہ کہ ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔ ایک دوسرے کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے۔

ان دونوں باتوں پر عمل کر کے ہی ہم دنیا میں امن، رواداری، بھائی چارہ اور باہمی محبت و پیار کا ماحول قائم کر سکتے ہیں۔ پس ہم دنیا میں یہ پیغام پہنچا رہے ہیں کہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانو اور اس کے حقوق ادا کرو۔ اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ تم کس طرح خدا تعالیٰ کے قریب ہو سکتے ہو۔ اس کا سب سے بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات پر عمل کرو۔ قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلو۔ تو یہ وہ باتیں ہیں جن کا پیغام ہم پہنچا رہے ہیں۔ تو جب ہم کہتے ہیں کہ ہم مشنری ورک (Missionary Work) کر رہے ہیں۔ تو ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ اپنے ساتھ شامل ہونے والوں کو کوئی مختلف طرز کی تعلیمات دے رہے ہیں۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی تعلیم ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ آپ کا عمل ہے اور آپ کے ارشادات ہیں۔ پس اگر تم اس دنیا میں اور آخرت میں اپنی زندگی کو بچانا چاہتے ہو تو ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہمارے ساتھ مل جاؤ۔

❁...... **جرنلسٹ نے عرض کیا کہ احمدی مسلمانوں میں یہ نعرہ ہے ”محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں“ تو وہ اس میں لفظ اعتماد کا اضافہ کیوں نہیں کرتے کیونکہ نفرت اور محبت متضاد ہیں۔ جبکہ اعتماد ایک ایسی چیز ہے جس پر درمیان میں ملا جا سکتا ہے۔**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: یہ ایک ایسا نعرہ ہے جو قرآن کریم سے لیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد قرآن کریم پر ہے۔ ایک دوسرے سے محبت کرو اور ایک دوسرے کا احترام کرو۔ ہر ایک سے انصاف کرو۔ اپنے دشمن سے بھی عدل وانصاف سے پیش آؤ۔ جو اپنے لئے اچھا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر جگہ، ہر موقع پر محبت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ آپ اپنے بچے سے مختلف طریق سے محبت کرتے ہیں اور اپنے دوست سے مختلف انداز میں محبت کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنی بہن اور بھائی سے مختلف طریق پر محبت کرتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ سے ان کے ایک بیٹے نے پوچھا کیا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ اس پر حضرت علیؓ نے جواب دیا ہاں میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر بچے نے پوچھا کیا آپ خدا سے محبت کرتے ہیں؟ اس پر حضرت علیؓ نے جواب دیا ہاں میں اللہ سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر بچے نے کہا کہ یہ دونوں محبتیں ایک جگہ کیسے جمع ہو سکتی ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ جب اللہ کی محبت سامنے آئے گی تو میں تمہاری محبت کو چھوڑ دوں گا اور صرف خدا سے محبت کروں گا۔ اس کا مطلب ہے کہ محبت کے مختلف مدارج ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ دشمنوں سے محبت ان کے لئے ہمدردی رکھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے لئے چاہو، اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ تم یہ چاہو کہ تم سے ہمدردی کی جائے تو پھر دوسروں کے لئے بھی ہمدردی کے جذبات اپنے دل میں رکھو۔

پس ہمارے اس سلوگن ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیمات پر ہے۔

❁...... **ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا:** میں ایک عرصہ سے بتا رہا ہوں کہ اگر ہم نے عدل و انصاف سے کام نہ لیا اور بڑی طاقتوں نے غریب ممالک کے حقوق نہ دیئے اور غریب ممالک کی دولت لُوٹنی بند نہ کی تو پھر آپ کو یقین ہونا چاہئے کہ جنگ آپ کے دروازے پر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: کتاب Pathway to Peace پڑھیں۔ اس میں ایڈریسز کے علاوہ وہ خطوط بھی ہیں جو بڑی طاقتوں کے سربراہان کے نام لکھے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے لاس اینجلیز (امریکہ) میں سیاستدانوں اور پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے ایڈریس کیا تھا اور بتایا تھا کہ عدل وانصاف سے کام لیں اور احتیاط کریں ورنہ ہم تیسری عالمی جنگ کو روک نہیں سکتے۔ تو اس پر ایک سیاستدان نے میرے بارہ میں ہمارے ممبرز سے کہا تھا کہ بڑے pessimistic ہیں۔ اب اُس نے ہمارے آدمیوں کو پیغام دیا ہے کہ خلیفہ نے یہاں جو کہا تھا سچ کہا تھا۔ اب ہم ان حالات کے آثار دیکھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو قومیں اپنے پیدا کرنے والے کی طرف نہیں جھکیں گی اور اپنے پیدا کرنے والے کے حقوق ادا نہیں کریں گی اور لوگوں سے عدل وانصاف نہیں کریں گی اور لوگوں کے حقوق ادا نہیں کریں گی تو وہ سب خدا کی گرفت میں آئیں گی۔

حضور انور نے فرمایا: پہلے 1932ء میں اکنامک کرائسز آیا تھا۔ اب 2008ء میں اکنامک کرائسز آیا ہے۔ کروڑہا لوگ بے روزگار ہوئے ہیں۔ اس اکنامک کرائسز کے بعد دہشتگردی بڑھی ہے۔ اس کا فائدہ دہشتگرد تنظیموں نے اٹھایا ہے اور حالات فساد کی طرف بڑھے ہیں۔ اور اس کرائسز کے نتیجہ میں دنیا کا امن برباد ہوا ہے۔ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو جنگ کی طرف لے جا رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس اگر تیسری عالمی جنگ سے بچنا ہے تو اس کا ایک ہی حَل ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف لوٹو اور اُس کے حقوق ادا کرو اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ ایک دوسرے سے ہمدردی اور احترام سے پیش آؤ۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر بچو گے نہیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہم اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے عورتوں کے احترام میں ان سے ہاتھ نہیں ملاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے احترام میں ہاتھ ملانے سے منع کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مختلف ممالک کی اقوام، قبائل اپنی اپنی روایات کی اتباع کرتے ہیں۔ ہندو ملتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہیں، جاپانی ملتے ہوئے اپنا سَر جھکاتے ہیں۔ افریقہ میں بعض قبائل کے بادشاہ ایسے ہیں کہ وہ ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاتے خواہ کسی ملک کا صدر ہی ساتھ کیوں نہ ہو۔ انہوں نے اپنا کھانا علیحدہ تنہائی میں ہی کھانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: میں کسی دوسرے سے کہیں زیادہ عورتوں کا عزت واحترام کرتا ہوں۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا: یہاں نمازوں میں، پروگراموں میں خواتین علیحدہ کیوں بیٹھتی ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: ”الحیاء من الایمان“ حیا ایمان کا حصّہ ہے۔ پہلے اسی طرح ہوتا تھا جب مسجد میں علیحدہ جگہ نہیں ہوتی تھی تو مرد آگے نماز پڑھتے تھے اور خواتین ان کے پیچھے نماز پڑھتی تھیں۔ پھر اس طرح بھی ہوتا ہے کہ مسجد کے ایک ہی ہال میں ایک حصّہ میں مرد نماز پڑھتے ہیں اور درمیان میں سکرین لگا کر دوسری طرف خواتین نماز پڑھتی ہیں۔ اب جہاں علیحدہ علیحدہ ہال ہیں وہاں دونوں کی جگہ علیحدہ علیحدہ ہے۔

اب یہاں اس مسجد میں عورتوں کا ہال نیچے بلڈنگ میں ہے اور مسجد کے نیچے ہے۔ اس وقت مَرد زیادہ ہیں اس لئے نچلے والا ہال بھی مردوں کو دیا ہوا ہے۔ یہ over flow کی وجہ سے ہے اور خواتین مسجد سے بالمقابل دوسری بلڈنگ میں ایک بڑا ہال دیا ہوا ہے۔ اگر مَرد اور زیادہ ہو جائیں تو وہ پھر مارکی میں نماز پڑھتے ہیں اور عورتیں ہال ہی میں پڑھتی ہیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ عورتوں کے ایک گروپ نے ایک مسجد بنائی ہے اور اس کا نام ”مریم مسجد“ رکھا ہے اور وہاں تین عورتیں امام ہیں۔ کیا یہ آپ کے نزدیک قابل قبول ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: youtube یا WhatsApp پر یہ ویڈیو موجود ہے جہاں عورت امامت کروا رہی ہے اور مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: کیا آپ اپنا مذہب بنائیں گے

یا آپ اگر مسلمان ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر چلیں گے۔ جو کچھ بھی قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے ہم اس کی اتباع کریں گے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے کر کے دکھایا ہم اس کی اتباع کریں گے۔ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں یہ صرف اس زمانہ میں پبلک کو خوش کرنے کے لئے ہے اور جو غیر مسلموں کی طرف سے اعتراضات ہوتے ہیں ان سے بچنے کے لئے ہے۔

حضور انور نے فرمایا: شریعت کے ہر معاملہ میں شریعت کی اتباع ضروری ہے اور نماز کی ادائیگی کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کر کے دکھایا اور جو ارشادات فرمائے ان کی پابندی لازمی ہے۔ اگر کوئی سچا اور حقیقی مسلمان ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کی ہی اتباع کرے گا۔

یہ انٹرویو گیارہ بج کر 25 منٹ پر ختم ہوا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں دس فیملیز کے 31 ؍افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ان سبھی فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام بارہ بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔

جماعت احمدیہ ڈنمارک کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ

بعد ازاں پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ ڈنمارک کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ تھی۔

حضور انور ہال میں تشریف لائے اور دعا کروائی اور میٹنگ کا آغاز ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنرل سیکرٹری صاحب سے مجالس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہمارے سات حلقے ہیں اور ہماری تجنید 517 ہے اور آج ایک بچی پیدا ہوئی ہے اور ہماری تجنید 518 ہو گئی ہے۔ سب حلقوں سے ریگولر رپورٹس نہیں ملتیں۔ شعبہ جات کے لحاظ سے مال اور تربیت کی رپورٹس باقاعدہ آتی ہیں۔

❁...... سیکرٹری اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کتاب World Crisis and the Pathway to Peace کا ڈینش ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح دو لاکھ فلائرز شائع کروائے گئے ہیں۔ ان میں سے 30 ہزار تقسیم ہو چکے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ خدام کو دیں۔ انصار کو دیں تقسیم ہو جائیں گے۔ خدام ایک دن میں دس ہزار تقسیم کر دیں گے۔

سیکرٹری اشاعت نے بتایا کہ ہم نے بُک فیئر میں حصّہ لیا ہے اور وہاں بھی کتاب "World Crisis" تقسیم کی ہے۔ اور کل رات کے فنکشن میں مہمانوں کو بھی دی ہے۔

❁...... ''نیشنل سیکرٹری وقف نو'' نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ واقفین نو کی کُل تعداد 38 ہے۔ ان میں سے گیارہ 15 سال سے اوپر کے ہیں اور 14 لڑکے لڑکیاں پندرہ سال سے کم ہیں اور باقی پانچ سال سے کم ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: وقف نو کا سلیبس موجود ہے۔ اب تو 21 سال کے لئے سلیبس تیار ہو چکا ہے۔ یہ سلیبس حاصل کریں۔

حضور انور نے فرمایا: جو پندرہ سال سے اوپر ہیں ان سے بانڈ فِل کروائیں کہ وہ وقف کے لئے تیار ہیں اور جب یہ بچے اپنی تعلیم مکمل کریں تو تعلیم مکمل کرنے کے بعد پھر اپنا وقف فارم پُر کریں کہ ہم نے اپنی تعلیم حاصل کر لی ہے اور اب ہم باقاعدہ اپنی زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ وقف نو کا سیلبس لجنہ کو بھی دیں۔ لجنہ واقفات نو کی کلاس لجنہ کے ذریعہ ہو گی۔ سلیبس آپ کا ہو گا۔ پروگرام آپ کا ہو گا لیکن کلاس لجنہ ہی لے گی۔ لجنہ کی کلاس مَرد نہیں لے سکتے۔ اب آپ لجنہ کو پروگرام دیں۔ آپ نے ان کو ابھی تک کوئی پروگرام نہیں دیا اور نصاب بھی نہیں دیا۔ آپ پروگرام دیں گے تو وہ کلاسز کا انعقاد کریں گی۔

❁...... نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے نئی ویب سائٹ لانچ کی ہے اور اس پر پریس کانفرنس Load کی ہیں۔ جمعہ والے دن ترجمہ کے سسٹم کا انتظام اس شعبہ نے کیا تھا۔ آج کل MTA انٹرنیشنل کی ٹیم کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری ضیافت کو حضور انور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا آپ سیکرٹری ضیافت ہیں۔ آجکل آپ نے کھانا پکانے کے لئے Cook ناروے سے منگوایا ہے۔ اپنی ٹیم تیار کریں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری جائیداد کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کی جو بھی جائدادیں ہیں یہاں کوپن ہیگن میں ہے، ناکسکو میں ہے مشن ہے اور اب مسجد کے لئے زمین بھی لی ہوئی ہے ان سب کا ریکارڈ اور حساب رکھیں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری وقف جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جو سال گزرا ہے اس میں ہمارا وعدہ 74 ہزار کرونر تھا اور وصولی 86 ہزار کرونر ہوئی تھی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ شاملین کی تعداد کیا تھی؟ اس پر سیکرٹری وقف جدید نے بتایا کہ شاملین کی تعداد 389 ہے جب کہ سال 2013ء میں شاملین کی تعداد 332 تھی۔ حضور انور نے فرمایا: بچوں کو بھی اس میں شامل کریں۔ لجنہ ناصرات کو شامل کریں۔ اصل مقصد یہ ہے کہ بچوں کو عادت ڈالیں۔ رقم سے زیادہ چندہ کی اہمیت ہونی چاہئے اور چندہ کی اہمیت اس وقت ہو گی جب آپ بچوں کو شامل کرنا شروع کریں گے۔ حضور انور نے فرمایا اپنے چندہ کا معیار بڑھائیں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری تحریک جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا تحریک جدید کا وعدہ ایک لاکھ 27 ہزار کرونر تھا اور وصولی ایک لاکھ پچیس ہزار کرونر ہوئی تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کو صحیح طور پر یاددہانی کروانی چاہئے تھی۔ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ شاملین کی تعداد 469 ہے۔

❁...... انٹرنل آڈیٹر نے بتایا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ ہر ماہ آڈٹ کر لیا کروں۔ حضور انور نے فرمایا: یہاں جو تعمیرات ہوئی ہیں ان کے لئے مرکز سے کتنا قرضہ لیا گیا ہے اور رقم کہاں سے آئی ہے؟ اس پر انٹرنل آڈیٹر نے جواب دیا کہ علم نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ اچھے آڈیٹر ہیں۔ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ رقم کہاں سے آئی ہے۔

❁...... نیشنل سیکرٹری امور خارجہ سے حضور انور نے فرمایا: کیا آپ نے لوگوں سے رابطے کئے ہیں اور میڈیا سے رابطے کئے ہیں۔ اپنے رابطوں کو بڑھائیں۔ اپنے پبلک ریلیشن بڑھائیں اور ہر طبقہ سے اپنے رابطے رکھیں۔ یہاں پاکستانی شرفاء بھی ہوں گے ان سے بھی رابطے بڑھائیں۔ پبلک ریلیشن کی بہت کمی ہے۔ آج ایک جرنلسٹ نے سوال کیا تھا کہ کل کے پروگرام میں پاکستانی مہمان نہیں تھے۔ آپ کو اپنے رابطے اور تعلق رکھنے چاہئیں۔

❁...... امین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ میں اخراجات کا باقاعدہ حساب رکھتا ہوں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری وصایا نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ موصیان کی تعداد 77 ہے۔ چھ مزید درخواستیں بھجوائی ہوئی ہیں۔ 77 میں سے دو وصیتیں کینسل بھی ہوئی ہیں اس لئے اب یہ تعداد 75 ہے۔ ان میں 15 انصار، 22 خدام اور 38 لجنہ ہیں۔

حضور انور نے عاملہ کے ممبران کا جائزہ لیا کہ کتنے موصی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا عاملہ کے جو ممبران موصی نہیں ہیں ان کو بھی وصیت کرنے کی تحریک کریں۔ وصیت لازمی تو نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لازمی رنگ میں تحریک کی تھی۔

حضور انور نے فرمایا: جرمنی میں جو لوگ ایسی جگہوں پر کام کرتے تھے جہاں شراب، سؤر کا کاروبار ہو رہا ہے ان کے بارہ میں ہدایت دی تھی کہ ان سے چندہ نہیں لینا۔ وہاں کام کرنے کے لئے ان کی مجبوری ہے، جماعت کی کوئی مجبوری نہیں کہ ان سے چندہ لے۔ اضطراری کیفیت ان کام کرنے والے لوگوں کی ہو گی۔ جماعت کی کوئی اضطراری کیفیت نہیں ہے۔ سینکڑوں لوگوں سے چندہ لینے سے انکار کیا گیا۔ اس پر امیر صاحب نے کہا کہ ہماری آمد کم ہو جائے گی۔ اس پر میں نے کہا جو اصول ہے، وہ اصول ہے۔ آپ وصیت پر زور دیں گے تو آپ کی آمد کم نہیں ہو گی۔ سال کے آخر پر جو جائزہ سامنے آیا اُس کے مطابق بجائے اس کے کہ تین چار لاکھ یورو کی کمی نہ ہوئی بلکہ دو لاکھ یورو کی زائد آمد ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: عاملہ کے ممبران کوشش کریں کہ سب موصی ہوں اگر وصیت کی شرائط پر پورا نہیں اترتے تو شرائط پوری کرنے کی کوشش کریں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امیر صاحب قرآن کریم کی کلاس لیتے ہیں۔ ترجمہ قرآن پڑھاتے ہیں۔ صحت تلفظ کے بارہ میں بھی ساتھ بتاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: شعبہ تربیت کا کام ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ قرآن کریم میں ایمان بالغیب کے بعد نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا: اس مسجد کے حلقے میں کتنے لوگ رہتے ہیں؟ اس پر سیکرٹری نے بتایا کہ پانچ سے آٹھ میل کے اندر پچاس کے قریب لوگ رہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جرمنی میں تو چالیس، پچاس میل سفر کر کے لوگ نماز کے لئے آتے ہیں۔ یہاں نمازوں کی حالت کافی بُری ہے۔ آج بھی کم لوگ آئے ہیں۔ اگر چالیس پچاس لوگ قریب رہتے ہیں اور وہ ان دنوں میں نہیں آ رہے تو باقی دنوں میں دو تین ہی آتے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے اپنے خطبہ میں نماز کی طرف توجہ دلائی تھی تو کیا اگلے روز مسجد میں حاضری بڑھی تھی کہ نہیں۔ نہیں بڑھی ہو گی۔ خطبہ ہی نہیں سنا ہو گا یا کہا ہو گا اُن لوگوں کے لئے ہے جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: کلاسیں لگا کر قرآن کریم پڑھا دیا اور ترجمہ پڑھا دیا لیکن سورۃ البقرہ کی تیسری آیت پر عمل نہیں کر رہے۔ انصار نہیں کر رہے، عاملہ کے ممبران نہیں کر رہے تو کیا فائدہ قرآن کریم پڑھانے کا اور اس کا ترجمہ پڑھانے کا۔

حضور انور نے فرمایا: بنیادی چیزوں پر آپ کی توجہ نہیں تو باقی کیا رہ گیا۔ نماز باجماعت کی طرف بار بار توجہ دیں، قرآن کریم، حدیث اور خطبات سے حوالے نکال کر ہر ہفتہ گھروں میں بھیجا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: جو مسجد سے زیادہ دور رہتے ہیں، دو تین گھرانے اکٹھے ہوں تو نماز اکٹھے پڑھ لیا کریں۔ آپس میں محبت بڑھے گی۔ اگر پہلے سے محبت ہے تو مزید بڑھے گی۔

حضور انور نے فرمایا: نماز کی عادت ڈالیں تو بچوں کو بھی عادت پڑے گی۔ عورتوں کو شکوہ ہے کہ مرد نماز پر نہیں آتے۔

حضور انور نے فرمایا: ذیلی تنظیمیں، خدام انصار اور لجنہ جو اپنے پروگرام کرتی ہیں وہ سب مل کر ایک ہی دن میں اپنے علیحدہ علیحدہ پروگرام بنا لیں۔ اطفال کے علیحدہ بنائیں۔ اب تو آپ کے پاس کافی جگہ ہے، کئی ہال ہیں، لائبریری ہے۔ آپ سب ایک دن میں اپنے پروگرام بنا سکتے ہیں۔ تو اس طرح ساری فیملی ایک ہی دن میں مسجد آئے گی تو پھر یہ بہانہ نہیں ہو گا کہ کبھی انصار، کبھی لجنہ اور کبھی خدام کے پروگرام کے لئے بار بار آنا پڑتا ہے۔ تو ہمارا اتنا خرچ ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اپنے ساتوں حلقوں میں سیکرٹری تربیت کو فعال کریں۔ ایسا سیکرٹری تربیت ہو جو پیار سے کام کر سکے۔ اس سے شکوے دور ہو جائیں گے۔ تقویٰ نہ ہونے کی وجہ سے شکوے پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے:

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

حضور انور نے فرمایا: جو جماعتی جلسے ہیں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلسہ یوم مسیح موعودؑ، جلسہ یوم مصلح موعودؓ، جلسہ یوم خلافت یہ تو سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ ساری جماعت ان جلسوں میں شامل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ ذیلی تنظیمیں اپنا پروگرام ایک دن میں بنا لیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ نے یہاں جلسوں کی جو حاضری بتائی ہے اس میں لجنہ و ناصرات کی تعداد زیادہ ہے۔ انصار، خدام کی کم ہے۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے ان اجتماعی پروگراموں کی وجہ سے اگر سارے آ رہے ہوں گے تو یہ فیملیز کی اصلاح کا موجب بھی بنے گا۔ یہاں کے ماحول سے نکالنے کے لئے ایسے پروگرام ضروری ہیں۔

❁...... یہ رپورٹ پیش ہونے پر کہ امیر صاحب ڈنمارک گھروں میں باقاعدہ وزٹ کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: امیر صاحب باقاعدہ گھروں میں وزٹ کرتے رہیں۔ اگر کسی جگہ سے نہ بھی ہوتی ہے تو واپس آ جائیں۔ حکم بھی یہی ہے کہ سلام کریں اور جواب نہیں ملتا تو واپس آ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی محض اس حکم پر عمل کرنے کے لئے گھروں میں جاتے تھے کہ اگر کہیں سے سلام کا جواب نہیں ملے گا یا انکار ہو جائے گا تو واپس آ جاؤں گا تو اس طرح اس حکم پر بھی عمل ہو جائے گا۔

❁...... نیشنل سیکرٹری امور عامہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت کوئی معاملہ میرے پاس

نہیں ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: امور عامہ کا کام صرف جھگڑے نپٹانا نہیں۔ یا صرف قضاء کے فیصلوں کی تنفیذ کروانا نہیں۔ یہ تو ایک ضمنی کام ہے۔

امور عامہ کا کام یہ ہے لوگوں کی مدد کرے، لوگوں کو ملازمتیں، Job دلوانے میں مدد کرے۔ جو فارغ ہیں ان کو کام کے راستے بتائے۔ ان کی رہنمائی کرے۔ آپ قواعد پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

حضور انور نے فرمایا: تربیت کا کام فعال ہو جائے تو امور عامہ اور مال کے کام میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح شعبہ تربیت کے فعال ہونے کی وجہ سے مربیان کے کام میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

❁...... نیشنل سیکرٹری تعلیم کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے تمام طلباء کا Data اکٹھا کریں۔ آپ کے پاس ریکارڈ ہونا چاہئے۔ طلباء کی کونسلنگ کریں۔ ان کی گائیڈنس ہو تا کہ وہ یونیورسٹیز میں صحیح مضمون کا انتخاب کر سکیں جو آئندہ ان کے کام آنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ بعض دوسرے ماہرین سے بھی ان کو معاوضہ دے کر اپنے طلباء کی کونسلنگ کروا سکتے ہیں۔

❁...... نیشنل سیکرٹری صنعت و تجارت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں کو کام کی طرف توجہ دلائیں۔ ایسے لوگ جو صحتمند ہیں کچھ نہ کچھ اپنے ہاتھ سے کام کریں۔ کام کرنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

❁...... نیشنل سیکرٹری مال نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 201 ملین کرونر ہمارا بجٹ ہے۔ چندہ دینے والوں کی تعداد 189 ہے جن میں 112 چندہ عام دینے والے ہیں اور 77 موصی ہیں۔ چندہ عام کا بجٹ 9 لاکھ کرونر ہے جبکہ موصیان کا بجٹ ساڑھے سات لاکھ کرونر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فی کس آمد کے حساب سے چندہ عام اور چندہ وصیت کا جائزہ لیا۔ جائزہ لینے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ یہاں موصی کی آمد کم ہے اور چندہ عام دینے والوں کی آمد زیادہ ہے۔ جب کہ دنیا میں ہر جگہ موصی کی آمد زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور دوسروں کی کم ظاہر ہوتی ہے کیونکہ موصی تقویٰ اختیار کرتے ہوئے شرح کے مطابق چندہ ادا کرتا ہے۔ آپ اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائیں۔

حضور انور نے فرمایا: موصیان کو رسالہ 'الوصیت' سے اقتباسات نکال کر دیا کریں اور انہیں بتائیں کہ یا تو صحیح شرح پر موصی چندہ دیں یا پھر اپنی وصیت کینسل کروالیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ رقم کہاں سے آنی ہے۔ خدا دیتا ہے۔ ہاں جو نہیں دیتا اس کے لئے فکر ہونی چاہئے کہ مالی قربانی اور چندوں سے محروم ہو کر خدا کے فضل سے محروم ہو رہے ہیں۔ آپ اپنے ذاتی رابطوں کے ساتھ ایسے لوگوں کو توجہ دلاتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر کوئی چندہ احسان کے رنگ میں دے رہا ہے تو نہ دے۔ خدا تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ تم کو ایمان لانے کی توفیق بخشے اور ایمان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کرو۔

❁...... ایڈیشنل سیکرٹری مال کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کے گھروں میں جائیں اور ان کو توجہ دلائیں اور بتائیں کہ میرے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ چندہ کی طرف اور اس کے معیار کی طرف توجہ دلاؤں۔ اگر آپ شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کر رہے تو اپنا چندہ صحیح کر لیں۔ میرا کام چندہ کے معیار کی طرف توجہ دلانا ہے۔ پس حوصلہ اور صبر کے ساتھ توجہ دلاتے رہیں۔

❁...... عاملہ کے ایک ممبر نے گمنام خطوط کے حوالہ سے سوال کیا۔ اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: گمنام خطوط پر ایکشن نہیں لیا جاتا۔ میں اس لئے واپس بھجواتا ہوں تا کہ امیر کو اور دوسرے عہدیداروں کو علم ہو کہ لوگوں کی اس قسم کی سوچیں ہیں۔ اس طرح اپنی اصلاح کا موقع ملتا ہے۔ ماحول میں لوگوں کی نفسیات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ فتنہ پردازوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔

سوال کرنے والے دوست نے مزید کہا کہ جب ہم کوئی شکایت کرتے ہیں یا کسی الزام کی وضاحت کرتے ہیں اور حضور کو خط بھجواتے ہیں تو ہمیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ یہاں کی انتظامیہ ہمیں جماعت سے نکلوا دے گی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہ آپ کی خلیفۂ وقت پر بدظنّی ہے۔ جو جماعت سے نکلتے ہیں وہ ایک انتہا ہوتی ہے۔ دوسروں کے حقوق غصب کرنے والوں کا، دوسروں کے حق مارنے والوں کا جماعت سے اخراج ہوتا ہے۔ اور اس سے کم جو سزا ہوتی ہے وہ چندہ نہیں لیا جاتا اور عہدہ نہیں دیا جاتا یا جماعتی پروگراموں میں شرکت پر پابندی ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو نظام جماعت کا پتہ ہی نہیں، آپ پیدائشی احمدی ہیں اور 64 سال عمر ہے اور جماعتی نظام سے ناواقف ہیں۔ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ خلیفہ وقت نے کس طرح کام کرنا ہے۔ اپنے ذہنوں سے جاہلانہ سوچ نکالیں۔

حضور انور نے فرمایا: بعض دفعہ عارضی سزا مل بھی جاتی ہے۔ میں عہدیداروں کو توجہ دلا چکا ہوں کہ مجھے صحیح رپورٹ بھجوایا کرو اور پوری طرح تحقیق کر کے اور چھان بین کر کے بھجوایا کرو تا کہ کسی کو غلط سزا نہ ملے۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ کسی کو غلط سزا مل جائے تو بعد میں کمیشن کے ذریعہ تحقیق کر کے جو بھی اصل قصوروار ہو اس کو سزا ملتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں خدا سے رحم اور فضل مانگنا چاہئے۔ ایک شخص ایک جرم میں پکڑا گیا۔ اس نے وہ جرم نہیں کیا تھا۔ اس نے خدا سے کہا کہ اے اللہ مجھے انصاف دے۔ عدالت میں فیصلہ ہو گیا اور اسے سزا مل گئی۔ اس نے کہا کہ میں نے انصاف مانگا تھا۔ اس پر خدا نے کہا تمہیں رحم اور فضل مانگنا چاہئے تھا۔ تم نے انصاف مانگا تھا وہ تمہیں مل گیا۔ تم نے فلاں وقت فلاں جانور کو مار دیا تھا یہ اس کی سزا تمہیں ملی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کا مقاطعہ تھا۔ یہ صحابہ مسجد جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان صحابہ پر نظر ڈالتے تھے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں اپنا چہرہ اٹھاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رُخ بدل لیتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اصلاح تھی۔ آپؐ محبت سے ان صحابہ کی طرف دیکھا کرتے تھے اور جب ان کی اصلاح ہو گئی تو آپؐ نے انہیں معاف کر دیا۔

اسی ممبر نے پھر عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو روک دیا کہ اب خط نہیں لکھنا ایسا نہ ہو کہ سزا مل جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: جب بچوں کو اس طرح روکیں گے تو پھر بچوں کے ذہن میں بدظنّیاں پیدا ہوں گی۔ دُوریاں ہوں گی اور نظام سے فاصلے بڑھیں گے۔ یہ یاد رکھیں کہ کوئی فیصلہ کسی کے کہنے پر نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی غلط فیصلہ کروا رہا ہو گا تو وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہا ہو گا۔ ایک طرف تو وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہا ہو گا اور دوسری طرف اگر دوسرا فریق پیچھے ہٹ جائے تو یہ غلط ہے۔ پھر یہ دوسرا فریق بھی اپنا نقصان کر رہا ہو گا۔

حضور انور نے فرمایا: ایسے فیصلہ جات انسان کے گناہ بخشوانے کا موجب بن جاتے ہیں۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت ڈنمارک کی یہ میٹنگ ایک بج کر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔ اس کے بعد مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور نے از راہ شفقت عاملہ کے تمام ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بعد ازاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

کوپن ہیگن (ڈنمارک) سے مالمو (سویڈن) کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ڈنمارک کا دورہ مکمل ہو رہا تھا۔ اور کوپن ہیگن سے مالمو (Malmo) سویڈن کے لئے روانگی تھی۔

مکرم مامون الرشید صاحب امیر جماعت سویڈن، مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ انچارج سویڈن اور مکرم منصور احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ سویڈن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہنے کے لئے مالمو سے کوپن ہیگن پہنچے تھے۔ سویڈن کے سفر کے لئے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق قافلہ کے لئے گاڑیاں سویڈن سے آئی تھیں۔

احباب جماعت ڈنمارک دوپہر کے بعد سے ہی اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے مسجد نصرت جہاں میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ ایک طرف خواتین اور بچیاں کھڑی تھیں تو دوسری طرف مرد حضرات موجود تھے۔ بچیاں گروپس کی صورت میں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔

پانچ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر اپنے عشاق میں رونق افروز رہے۔ اس دوران ایک طرف تو بچیاں نظمیں پڑھ رہی تھیں دوسری طرف خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں اور مرد حضرات اپنے ہاتھ بلند کر کے اپنے آقا کو الوداع کہہ رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور قافلہ Malmo سویڈن کے لئے روانہ ہوا۔

مسجد محمود (مالمو) میں تشریف آوری۔ احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال

کوپن ہیگن سے مالمو (Malmo) کا فاصلہ 45 کلومیٹر ہے۔ کوپن ہیگن اور مالمو کے درمیان سمندر ہے جس پر 16 کلومیٹر لمبا پُل تعمیر کر کے ان دونوں شہروں کو آپس میں ملا دیا گیا ہے۔ پُل کراس کر کے جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سویڈن کی حدود میں داخل ہوئے تو یہاں سے سویڈن پولیس کی گاڑیوں نے قافلہ کو Escort کیا اور مالمو کے جماعتی مرکز تک پہنچنے کے تمام راستے پولیس نے ساتھ ساتھ کلیئر کئے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سویڈن کا یہ دوسرا دورہ ہے۔ اس سے قبل حضور انور نے سال 2005ء میں 11 ستمبر سے 19 ستمبر تک دورہ فرمایا تھا۔

آج کا دن بھی جماعت احمدیہ سویڈن کے لئے بہت مبارک دن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم دوسری بار سویڈن کی سرزمین پر پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت سویڈن جماعت کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور یہ سفر ترقیات کے نئے دروازے کھولنے والا اور نئی راہیں عطا کرنے والا ہو۔ آمین۔

ابھی مالمو شہر میں داخل ہو رہے تھے کہ موٹروے پر دُور سے ہی مالمو میں تعمیر ہونے والی جماعت احمدیہ سویڈن کی دوسری مسجد ''مسجد محمود'' کی وسیع و عریض دو منزلہ عمارت اپنے مینار اور چمکتے ہوئے گنبد کے ساتھ نظر آنے لگی۔ بہت خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی ہے اور ہر دیکھنے والے کی نظر کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد محمود'' مالمو (سویڈن) تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت سویڈن نے اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ اھلاً وسھلاً و مرحبًا کی آوازیں ہر طرف سے آ رہی تھیں۔ خواتین مسلسل شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں اور احباب جماعت اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت مالمو مکرم محمد داؤد خان صاحب اور مبلغ سلسلہ مالمو مکرم طاہر حیات صاحب اور مبلغ سلسلہ لولیو (Lulea) مکرم رضوان افضل صاحب نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور استقبال کیا۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب احباب کو السلام علیکم کہا اور رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آج پیارے آقا کا استقبال کرنے والوں میں مالمو کی مقامی جماعت کے علاوہ ملک کی دوسری مختلف جماعتوں سے بھی احباب مالمو پہنچے تھے۔ گوتھن برگ سے آنے والے 288 کلومیٹر، سٹاک ہالم (Stockholm) سے آنے والے 615 کلومیٹر اور جماعت Lulea سے آنے والے 1510 کلومیٹر کا طویل فاصلہ طے کر کے پہنچے تھے اور محض اس لئے پہنچے تھے کہ اپنے آقا کا دیدار کر سکیں اور اپنے آقا کے قرب کی چند گھڑیاں نصیب ہو جائیں۔ حضور انور کی اقتدا میں نمازیں ادا کر لیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اور یہ بابرکت دن سب کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین۔

نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد محمود کے ساتھ تعمیر ہونے والے کمپلیکس کا معائنہ فرمایا۔ مسجد محمود کے مردانہ اور لجنہ کے ہال کے علاوہ لائبریری، نمائش ہال، دفاتر، مشن ہاؤس، ملٹی پرپز ہال، مبلغ کی رہائش، جماعتی کچن اور گیسٹ ہاؤس اور دیگر مختلف انتظامی کاموں کے لئے کمرے تعمیر ہوئے ہیں۔ (تفصیلی کوائف کا ذکر آئندہ رپورٹس میں آئے گا۔)

نو بج کر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: ماہ رمضان المبارک کی اہمیت اور اس سے متعلقہ بعض مسائل

از صفحہ نمبر 4

چاند کا تو ہر مہینہ انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔ پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا جو فیصلہ ہے وہ قطعی اور درست ہے۔ اور قرآن کریم کے عین مطابق ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل یکم تا سات نومبر 2002ء صفحہ:7)

سوال: سحری اور افطاری کے کھانے پینے کے اوقات اور اس کے شرعی مسائل کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ (البقرہ:188)

حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں نے اپنے تکیے کے نیچے سیاہ اور سفید دو دھاگے رکھے ہوئے ہیں اُنہیں دیکھ کر میں صبح کا اندازہ لگاتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا پھر تو تیرا تکیہ بہت وسیع ہے جس میں مشرق کا سارا اُفق سما جاتا ہے۔ فرمایا اِنَّمَا هُوَ سَوَادُ الَّیْلِ وَبَیَاضُ النَّھَارِ کہ سفید اور سیاہ دھاگے سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ اس جگہ لیل سے گہری تاریکی مراد نہیں بلکہ صرف سورج غروب ہونے کا وقت مراد ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُو الْفِطْرَ (مسلم کتاب الصیام) کہ جب تک لوگ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرتے رہیں گے اُس وقت تک وہ خیر پر قائم رہیں گے۔ یعنی احکام اسلامی کی حقیقی روح ان میں زندہ رہے گی۔ ورنہ جب لوگ رسوم یا وہم سے کام لینے لگتے ہیں تو فرائض سے غافل ہوجاتے ہیں اور اُن کے اوہام انہیں دور از کار باتوں میں الجھا دیتے ہیں۔ اور اُن کی حالت بالکل اس شخص کی سی ہو جاتی ہے جو نماز کی نیت باندھتے ہوئے اپنے وہم میں اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ پہلے تو امام کو انگلی مار مار کر کہتا کہ پیچھے اس امام کے اور پھر رفتہ رفتہ اُس نے امام کو دھکے دینے شروع کر دیئے۔ اِسی طرح جن لوگوں کا وہم بڑھ جاتا ہے وہ پہلے سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ابھی سُرخی باقی ہوتی ہے اس لئے ان کی تسلی نہیں ہوتی اور وہ زیادہ انتظار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب گہری تاریکی چھا جائے تب افطاری کرتے ہیں۔ یہ طریق شریعت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ کا حکم دیا ہے۔ اور لیل کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر سورج نکلنے تک ہے۔ یہ مراد نہیں کہ جب تک اچھی طرح تاریکی نہ چھا جائے اس وقت تک تم روزہ افطار ہی نہ کرو۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 412، 413)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سحری میں تاخیر کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطاری جلدی کریں اور سحری تأخیر سے کریں۔ اسی لئے آپ ﷺ صحابہ کو تلقین فرماتے کہ عَجِّلُوا الْاِفْطَارَ وَاَخِّرُوا السُّحُوْرَ۔ (ترمذی ابواب الصوم باب فی تأخیر السحور)

اسی طرح فرمایا کہ جب تم اذان کی آواز سنو اور تمہارے ہاتھ میں کھانے کا برتن ہو تو اُسے نہ چھوڑو یہاں تک کہ جتنا کھانا ہے کھالو۔ روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

''اِذَا سَمِعَ اَحَدُکُمُ النِّدَاءَ وَالْاِنَاءُ عَلٰی یَدِہٖ، فَلَا یَضَعُهُ حَتّٰی یَقْضِیَ حَاجَتَهُ مِنْهُ''

''جب تم میں سے کوئی شخص فجر کی اذان سنے جبکہ اس کا کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو (جس میں سے وہ اس وقت کھا یا پی رہا ہو) تو اس برتن کو اس وقت تک نیچے نہ رکھے جب تک اس برتن میں موجود چیز کھا یا پی نہ لے۔''

(ابو داؤد کتاب الصوم باب فی الرجل یسمع النداء والاناء علی یدہ)

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سحری سے فارغ ہوئے تو حضرت علقمہ بن علاثہ آ گئے۔ جب وہ سحری کرنے لگے تو حضرت بلالؓ اذان دینے کے لئے آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رُوَیْدَکَ یَا بِلَالُ حَتّٰی یَفْرُغَ عَلْقَمَةُ مِنْ سُحُوْرِہٖ اے بلال کچھ دیر ٹھہرو یہاں تک کے علقمہ کھانے سے فارغ ہوجائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، مسند عبداللہ بن عمر)

آپ ﷺ نے سحری کے کھانے کو باعثِ برکت قرار دیا۔ فرمایا تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةً (بخاری کتاب الصوم) سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

اس لئے وہ لوگ جو کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ پاتے یا چھوٹے بچے جن پر روزہ فرض نہیں انہیں بھی چاہئے کہ نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد سحری کے کھانے میں ضرور شامل ہو جایا کریں تاکہ اس کی برکتوں سے محروم نہ رہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تَسَحَّرُوْا وَلَوْ بِشُرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ، وَلَوْ بِحَبَّاتِ زَبِیْبٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِکَةَ تُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ۔

(مسند الشامیین للطبرانی)

کہ سحری کرو خواہ پانی کے گھونٹ سے ہی یا انگور کے دانہ سے ہی کیونکہ فرشتے تم پر دعائیں اور درود بھیجتے ہیں۔

پس سحری کا وقت بھی قبولیتِ دعا کا وقت ہے کیونکہ فرشتے بھی اس میں سحری کرنے والوں کے لئے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔

جس طرح سحری تأخیر سے کرنے کا ارشاد ہے اسی طرح اِفطاری جلدی کرنے کا حکم ہے۔ حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا۔ (ترمذی ابواب الصوم) کہ اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ زیادہ پسند ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُو الْفِطْرَ (بخاری کتاب الصوم)۔ لوگ اس وقت تک خیر اور بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ روزہ جلدی افطار کریں گے۔

دراصل نیکی اطاعت کا نام ہے۔ جس کام کو اللہ اور اس کا رسول پسند کریں وہی نیکی ہے۔ انسان اپنے زور سے اللہ کو راضی نہیں کر سکتا بلکہ اس کی رضا کی راہوں پر چل کر اُسے پا سکتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ وَّجَدَ تَمْرًا فَلْیُفْطِرْ عَلَیْهِ وَمَنْ لَّا فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّ الْمَآءَ طُھُوْرٌ۔ جو کھجور پائے وہ اس سے افطاری کرے۔ جو نہ پائے وہ پانی سے افطاری کرلے۔ کیونکہ پانی بھی پاک ہے۔ (ترمذی ابواب الصوم)

امام ترمذی کہتے ہیں ایک یہ بھی روایت ملتی ہے کہ سردیوں میں آپ ﷺ کھجور سے افطار کرتے اور گرمیوں میں پانی سے۔ (ترمذی)

سحری و افطاری میں تکلّفات سے بچیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''افطاری میں تنوع اور سحری میں تکلفات بھی نہیں ہونے چاہئیں اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ سارا دن بھوکے رہے ہیں اب خوب کھالیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلفات نہ کرتے تھے۔ کوئی کھجور سے، کوئی نمک سے، بعض پانی سے اور بعض روٹی سے افطار کر لیتے۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے نمونہ کو پھر زندہ کریں۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 396)

افطاری کا وقت قبولیتِ دعا کا وقت ہوتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

(ابن ماجہ ابواب الصیام)

کہ افطاری کے وقت روزے دار کی دعا قبولیت کا شرف پاتی ہے۔ پس اس وقت کو دعاؤں اور ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہئے۔

دوسروں کی افطاری کروانے کا بھی ثواب بیان ہوا ہے۔ فرمایا: مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا کَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِہٖ۔ جو کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے اُسے اُس روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من افطر الصائم)

پس ایسے غرباء کی افطاری کا بہت ثواب ہے۔ لیکن ان افطاریوں میں اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے قبولیتِ دعا کے قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے، نہ ہی ان افطاریوں کے نتیجے میں کسی قسم کا رِیا پیدا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''بعض دفعہ بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ روزہ کھول کر انسان ذکر الٰہی میں مصروف ہو، قرآن کریم کی تلاوت کرے، جو تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے لئے تیار ہو کر جائیں۔ اس کی بجائے مجلسیں لگ جاتی ہیں جو بعض دفعہ اتنی لمبی چل جاتی ہیں کہ عبادتیں بھی ضائع ہونے لگتی ہیں اور اگر اس دن کی عشاء کی نماز پڑھ بھی لیں وقت کے اوپر تو دوسرے دن کی تہجد کی نماز پر اثر پڑ جائے گا۔...... افطاری کی مجلسوں کو میں نے کبھی بھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے نہیں دیکھا۔ پھر وہ سجاوٹ کی مجلسیں بن جاتی ہیں۔ اچھے کپڑے پہن کر عورتیں بچے جاتے ہیں وہاں۔ پھر خوب گپیں لگائی جاتی ہیں، کھانے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے دن اپنی تہجد کو ضائع کر دیتے ہیں اور پھر بے ضرورت باتیں بہت ہوتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1997ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 مارچ 1997ء صفحہ:9)

اعتکاف کرنے والوں کی افطاریوں کے تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پھر شام کو افطاریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، افطاریاں بڑی بڑی آتی ہیں، ٹرے لگ کے بھر کے۔ جو معتکف تو کھا نہیں سکتا لیکن مسجد میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور گند بھی ہو رہا ہوتا ہے اور پھر جو لوگ افطاریاں بھیج رہے ہوتے ہیں بعض بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ آج میں نے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا۔ کیسی تھی؟ کیا تھا؟ یا دوسروں کو بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ تھا۔ میری افطاری بہت پسند کی گئی۔ پھر دوسرے دن دوسرا شخص اس سے بڑھ کر افطاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ سب فخر و مباہات کے زُمرے میں آتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ خدمت کی جائے، یہ دکھاوے کی چیزیں بن جاتی ہیں۔''

(خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 782)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

NAIMAT
Quality Groceries & Halal Meat Store
27 London Road, Morden, SM4 5HT, London
Tel: 020 86 40 50 60, Mobile: 07802 73 83 14
(Opposite to Sainsbury's)
FREE Parking
FREE Home Delivery
We Provide:
- Quality & Fresh HALAL Meat
- Multi - Cultural GROCERY Items
- Variety of Frozen Fish & Prawns
- Fresh Fruit & Vegetables
Wholesale & Retail Offers

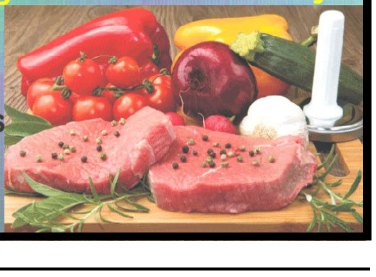

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015-16ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر-193)

پاکستان میں ممبران جماعت احمدیہ کو شدّت پسند طبقہ کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ ایک عرصہ سے جاری رہنے والی اس مخالفت نے عوام الناس کو بھی متاثر کر چھوڑا ہے۔ چنانچہ پاکستان بھر میں احمدیوں کے ساتھ تیسرے درجے کے شہریوں والا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اوران پر ہر قسم کا ظلم کرنا، ان کے اموال کو لُوٹنا اور انہیں تکالیف پہنچانا عین 'اسلامی' کام سمجھا جانے لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز میں بسنے والے احمدیوں کو ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے اور شرّ پسند عناصر کا عبرت ناک انجام کرے۔ آمین

ذیل میں نومبر، دسمبر 2015ء اور جنوری 2016ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم اور مخالفت کے واقعات میں سے کچھ خلاصۃً پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک احمدی کا قتل

ربوہ، 11؍جنوری 2016: بلال احمد کو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے گولی مار کر قتل کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق ربوہ کے رہائشی بلال احمد رات نو بجے کے قریب اپنی دوکان بند کر کے گھر جا رہے تھے کہ راستہ میں نامعلوم موٹر سائیکل سواران پر فائرنگ کر کے فرار ہو گئے۔ ان کو تین گولیاں سر، کندھے اور کمر میں لگیں۔ انہیں فوری طور پر طبی امداد کے لئے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد لے جایا گیا جہاں بلال زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

....

احمدی، احمدیت کی وجہ سے ملازمت سے دستبردار

اسلام آباد؛ 25،26؍دسمبر 2015ء: اسلام آباد میں قائم ایک ہوٹل کے ایڈمن مینیجر انعام الحق کسی ناخوشگوار واقعہ سے بال بال بچ گئے۔ ان کی حفاظت کے پیشِ نظر اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا تو ممکن نہیں البتہ خلاصہ درج ذیل ہے۔

25؍دسمبر 2015ء کے روز انعام الحق کو ان کے ہوٹل کے جنرل مینیجر نے اپنے دفتر میں بلوایا جہاں پر ایک مُلّاں اور دو اور افراد پہلے سے موجود تھے۔ جنرل مینیجر نے انہیں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلفائے احمدیت کی تصاویر دکھائیں اور ان سے پوچھا کہ کیا وہ ان شخصیات کو پہچانتے ہیں اور ان کے دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں؟ انعام الحق کے لئے یہ بات انتہائی اچانک اور حیران کر دینے والی تھی کیونکہ ان کے ذاتی عقائد کا ان کی ملازمت کے ساتھ کوئی بھی واسطہ نہیں تھا۔ بہرکیف انہوں نے جنرل مینیجر کے سوال کے جواب میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ مُلّاں نے انہیں کلمہ سنانے کے لئے کہا جو انہوں نے سنا دیا۔ لیکن مُلّاں نے ان کے سنائے ہوئے کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کو نہ مانا اور کہا کہ انعام الحق نے کلمہ حسن نیت سے نہیں پڑھا۔ اور یہ کہ ختمِ نبوّت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (یہاں غالبًا اس مُلّاں کی 'عقیدہ ختم نبوّت' سے انکار سے مراد اس عقیدہ کی مُلّاں کی بیان کردہ تعریف سے انکار ہے۔ وگرنہ احمدی مسلمان تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقی طور پر عقیدہ ختمِ نبوّت کو دل و جان سے ماننے والے ہیں۔ اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس عقیدہ کو اس طور پر مانا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اضافہ ہو، نہ کہ کمی)۔ اس کے بعد جنرل مینیجر نے انعام الحق کو اپنے دفتر واپس چلے جانے کا کہہ دیا۔

کچھ دیر بعد ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک دوست ان کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے چلے جائیں ان کی جان کو خطرہ ہے۔ آدھی رات کے وقت ان کے دروازہ پر دستک ہوئی۔ اگلے روز انہوں نے کچھ آتشیں مواد کو اپنے کمرہ کے باہر پایا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ آتشیں مواد ہوٹل کے جنرل مینیجر کے احکامات پر وہاں رکھا گیا تھا۔

اگلے روز ان کے ساتھی نے انہیں پھر کہا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے چلے جائیں کیونکہ ان کی جان کو خطرہ ہے۔ اس پر خطرہ کو بھانپتے ہوئے انعام وہاں سے فورًا روانہ ہو کر مارگلہ ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی بدستور ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ چنانچہ ان کا خدشہ درست ثابت ہوا اور ہوٹل کی سیکیورٹی کا ایک اہلکار اسٹیشن پر انہیں اپنی نظروں میں رکھے ہوئے تھا۔ اس پر وہ اس سے آنکھ بچا کر اسٹیشن کی ٹائلٹ میں چلے گئے۔ اور ٹرین کے اسٹیشن سے چلے جانے تک وہیں چھپے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا اور بخیریت اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

....

گوجرانوالہ میں ہونے والے واقعات

چک پٹھان، گوجرانوالہ، جنوری، 2016ء: چک پٹھان کے ایک احمدی محمد آصف گزشتہ آٹھ سال سے ایک پرائیویٹ کمپنی میں بطور الیکٹریشن کام کر رہے تھے۔ جب ان کے ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ آصف احمدی ہیں تو انہوں نے ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ایک روز ان شقی القلب لوگوں نے آصف کو باتھ روم میں بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی اور آصف سارا دن وہاں بند رہے۔ شام کے وقت ایک بڑی عمر کے آدمی نے ان پر ترس کھا کر باتھ روم کا دروازہ کھولا اور انہیں وہاں سے چلے جانے کا کہا۔

اس کمپنی کے مالک نے شرارت کرنے والے لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا بلکہ اس کے برعکس آصف کو ان کی نوکری سے فارغ کر دیا اور گزشتہ دو ماہ کی تنخواہ بھی مار لی۔

آصف نے ایک دوسری کمپنی میں ملازمت اختیار کی ہے۔ وہاں پر بھی ان کے ساتھ مخالفت کا سلسلہ جاری ہے۔

کچی پمپ والی، گوجرانوالہ: ذیل میں جو دو واقعات درج کیے جائیں گے یہ اسی علاقہ کے ہیں جہاں جولائی 2014ء میں بلوائیوں نے حملہ کر کے احمدیوں کو ان کے گھروں میں محصور کر دیا اور پھر باہر سے کنڈیاں لگا کر گھروں کو آگ لگا دی تھی۔ اس واقعہ کے نتیجہ میں تین احمدی خواتین و بچیاں شہید ہو گئی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد ان احمدی گھرانوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا گیا تھا۔ اب جبکہ ان کو گھروں میں واپس منتقل کیا جا رہا ہے، یہاں کا شدّت پسند طبقہ علاقہ کے احمدیوں کو طرح طرح کی تکالیف دے رہا ہے۔

☆**3؍جنوری 2016ء:** یہاں کے ایک احمدی وسیم کی ریڑھی ان کے گھر کے باہر کھڑی تھی کہ کسی نامعلوم آدمی نے اس کو آگ لگا دی۔ وسیم کے علم میں آنے اور ان کے باہر پہنچنے تک آدھی ریڑھی جل چکی تھی اور اس کو بری طرح نقصان پہنچ چکا تھا۔ موقعہ پر پٹرل کی دو خالی بوتلیں بھی موجود پائی گئیں۔ پولیس کو اس وقوعہ کی اطلاع کی گئی جس پر وہ موقعہ پر پہنچے اور پٹرول کی بوتلوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔

☆**7؍جنوری 2016ء:** یہاں کے ایک احمدی محمد اشرف نے اپنے گھر کے باہر اپنا موٹر سائیکل کھڑا کیا۔ ایک لڑکا اس موٹر سائیکل کے پاس آ کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ اشرف اپنے موٹر سائیکل کو گھر کے اندر بیٹھ کر سی سی ٹی وی کیمرہ سے دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس لڑکے نے اپنی جیب سے ایک چابی نکال کر موٹر سائیکل میں ڈالی اور سوئچ کو گھما کر موٹر سائیکل کو سٹارٹ کرنے کے لئے کِک مارنے لگا۔ اشرف نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر گھر سے نکل کر اس چور کو دبوچ لیا اور اسے حوالۂ پولیس کر دیا۔

....

احمدی پروفیسر کی تکلیف

جھنگ، نومبر 2015ء: منور احمد کو ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے ملازمت پر تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ منور احمد ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں اور گورنمنٹ کالج جھنگ میں صدر شعبہ طبعیات تھے۔ منور احمد اس کالج کے ٹیچنگ سٹاف میں اکیلے احمدی ہیں۔ ان کے بعض ساتھی اساتذہ نے ان کے خلاف مخالفت کی ایک تحریک مئی 2015ء میں اس وقت شروع کر دی جب کالج میں ایک نئے پرنسپل کو تعینات کیا گیا۔ ان لوگوں نے پرنسپل کو منور احمد کے خلاف جھوٹی شکایات کرنا شروع کیں اور اسے ان کے خلاف بھڑکایا۔ اس پر پرنسپل نے انہیں شعبہ طبعیات کی صدارت سے فارغ کر کے کوآرڈینیٹر بنا دیا۔ پرنسپل نے منور احمد کو متنبہ کیا کہ وہ کسی اور کو صدر شعبہ بنا دیں گے اگر انہوں نے اپنی طریقہ کار کو 'درست' نہ کیا۔ اور انہیں ایک ماہ کی مہلت دی۔

مہلت کے گزر جانے کے بعد جب پرنسپل نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی تو شر پسند اساتذہ نے منور احمد کی الماری کے تالے پر تالہ لگا کر کھلم کھلا ان کے کالج سے نکالنے جانے کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ اس الماری میں منور احمد کالج سے متعلقہ تمام کاغذات رکھتے ہیں۔

..............................(باقی آئندہ)

بچوں کی بروقت شادی
ان کی تربیت اور حفاظت کے لئے ایک مفید طریق
حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی بیش قیمت نصیحت

(محمد اجمل شاہد-امریکہ)

غالبًا 1958ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار مسجد مبارک میں مغرب کی نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلا تو خاکسار نے دیکھا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مجھ سے آگے جا رہے ہیں۔ خاکسار تیز قدم سے چل کر قریب پہنچا اور سلام عرض کیا اور آپ سے شرفِ مصافحہ حاصل ہوا۔ خاکسار اُن دنوں ڈھاکہ میں بطور مربی متعین تھا۔ آپ نے چند باتیں وہاں کی جماعت کے بارہ میں دریافت کیں اور اس کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا'' کیا آپ کی شادی ہو گئی ہے؟'' غالبًا آپ نے یہ سوال اس لئے کیا کیونکہ میرے والد صاحب مرحومؓ نے آپ سے میری شادی کے سلسلہ میں مشورہ کیا تھا۔ خاکسار نے جوابًا عرض کیا:'' ابھی تک تو شادی نہیں ہوئی۔ تاہم میرے والدین کسی مناسب رشتہ کی تلاش میں ہیں۔''

اس پر حضرت میاں صاحب نے اس خیال سے کہ ابھی تک میری شادی ہو جانی چاہئے تھی۔ مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اس زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بچوں کی شادی کے متعلق جماعت کے لئے ایک مثال قائم کی ہے۔ حضورؑ نے اپنے سب بچوں کے، لڑکے اور لڑکیوں کے رشتے بہت چھوٹی عمر میں کر دیئے۔ جوں ہی بچے بلوغت تک پہنچے تو آپ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی اور جلد ان کی شادی کر دی۔ گویا امامِ زمانہ نے اپنے عمل سے جماعت کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی شادیاں چھوٹی عمر میں ہی کر دیں۔ اس زمانہ میں بچوں کی تربیت اور حفاظت کے لئے یہ بہت مفید طریق ہے۔ ہمیں حضورؑ کے اس اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔''

خاکسار نے حضرت میاں صاحبؓ سے اس معاملہ کے لئے دعا کی درخواست کی اور بفضلہٖ تعالیٰ خاکسار کی جلد شادی ہو گئی۔

اگر غور کیا جائے کہ حضرت میاں صاحبؓ نے اگرچہ خاکسار کو اس بارہ میں نصیحت فرمائی تاہم یہ پیغام تمام جماعت کے لئے ہے۔ جماعت میں بچوں کی شادی کا مسئلہ کافی گھمبیر ہو رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ بچوں کی بروقت شادی کا نہ کرنا ہے۔ عام طور پر تعلیم کی بنا پر بچوں کی شادی مؤخر کی جاتی ہے۔ حالانکہ تعلیم شادی کے بعد بھی جاری رکھی جاسکتی ہے۔ چھوٹی عمر میں شادی کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بچے شادی کے متعلق اپنے والدین کے انتظام پر زیادہ اعتراض نہیں کرتے۔ لیکن جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اپنی رائے منوانا چاہتے ہیں۔ نیز معاشی حالت بہتر بنانے کی غرض سے اسے معرضِ التوا میں ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ جلد شادی کا فیصلہ نہیں کر سکتے اور والدین اس سلسلہ میں پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ نے امامِ زمانہ کے جس عملی نمونہ کی طرف توجہ دلائی ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ واضح ہے کہ اس کا حقیقی فائدہ تبھی ممکن ہے جبکہ والدین اپنے بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کے متعلق ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کی جلد شادی کا فکر کریں۔ صرف بیٹیوں کے متعلق ایسا فیصلہ کرنا کارآمد نہیں ہوسکتا۔

(ماخوذ از'' النور'' امریکہ۔ شمارہ مئی۔ جون 2016ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

درویش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں مکرم تنویر احمد ناصر صاحب کے قلم سے اُن 26 صحابہ کرام کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے جنہیں قادیان میں بطور درویش خدمت کی سعادت عطا ہوئی۔ یہ سلسلہ گزشتہ دوشماروں سے جاری ہے اور ذیل میں اس کا آخری حصہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت بابا غلام محمد صاحبؓ

حضرت بابا غلام محمد صاحبؓ ولد مکرم فوجدار صاحب موضع مانگا ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ 1902ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپؓ پُرانی وضع کے سادہ طبع بزرگ تھے۔ منحنی سا قدوقامت تھا اور سفید لباس میں ملبوس رہتے تھے۔ آخری چندسالوں میں جب ضعفِ پیری نے معذور کردیا تو دُوسری تمام ڈیوٹیوں سے فارغ ہوکر صرف بہشتی مقبرہ میں چارپائی بچھاکر پہرہ دیتے رہتے۔ غیرمسلم زائرین جو بہشتی مقبرہ کی زیارت کے لئے آتے اُنہیں بڑے شوق سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ گو باباجی اَن پڑھ تھے۔ مگر جماعتی مسائل سے واقفیت رکھتے تھے۔ دُعاگو، تہجدگزار اور صوم وصلوٰۃ نیز سنت نبوی کے بڑے ہی پابند تھے۔ سلسلہ کی ہر مالی تحریک پرخلوص اور محبت کے ساتھ لبّیک کہتے اور اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیتے۔ درویشی کا زمانہ بڑے ہی صبر اور سکون اور اخلاص سے گزارا۔ مرحوم کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپؓ موصی بھی تھے۔ 20؍اپریل 1967ء کو 87سال کی عمر پاکرفوت ہوئے اور قطعہ صحابہ میں مدفون ہوئے۔

....

حضرت چودھری حسن دین صاحب باجوہؓ

حضرت چودھری حسن دین صاحب ولد حضرت چودھری فضل دین صاحبؓ آف کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت 1907ء میں کی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر حضرت چودھری حسن دین صاحب باجوہؓ اپنی فیملی کے بغیر ہی 11؍مئی 1948ء کے قافلہ میں پاکستان سے قادیان تشریف لے گئے۔ منحنی سا قد وقامت، نحیف جسم اور سانولی رنگت تھی۔ خاموش طبع، دُعاگو اور تنہائی پسند تھے۔

ایک پھوڑے کے ناسور بننے کے بعد جب ڈاکٹروں نے انہیں ٹانگ کٹوانے کا مشورہ دیا تو وہ اس کے لئے تیار نہ ہوسکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اُن کے ناقابل علاج ناسور کو شفا دے دی تاہم اُن کی ٹانگ میں مستقل لنگڑاپن پیدا ہوگیا۔ تاہم وہ پہلے بیساکھیوں کے سہارے اور پھر صرف ایک چھڑی کے ذریعہ بڑی ہمّت سے چلنے پھرنے لگے۔ آپؓ بڑے صابروشاکر، قانع اور سادہ طبع انسان تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ جب تک جسمانی توانائی نے ساتھ دیا نمازیں مسجد میں ادا کرتے رہے۔

آپؓ 4 جون 1975ء کو بعمر 72 سال وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپؓ کی اہلیہ اور بچے اُس وقت بھی پاکستان میں ہی تھے اور آپؓ نے درویشی اختیار کرنے کے بعد کبھی قادیان سے اہل وعیال سے ملنے کے لئے پاکستان چلے جانے کی خواہش نہیں کی۔

....

حضرت بابا کرم الٰہی صاحبؓ

حضرت بابا کرم الٰہی صاحبؓ ولد مکرم میاں عیدا صاحب ساکن بھڈیار ضلع امرتسر نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت وزیارت کی سعادت 1908ء میں حضورؑ کی وفات سے غالباً دوروز قبل حاصل کی۔

حضرت بابا کرم الٰہی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر لبّیک کہا اور مئی 1948ء میں قادیان تشریف لے آئے۔

آپ اپنی وفات سے چھ سات سال قبل آنکھوں کے آپریشن کے نتیجہ میں بینائی سے محروم ہوگئے تھے بعدازاں شنوائی میں بھی بھاری پن آگیا۔ یہ سارا عرصہ آپؓ نے بیحد صبرورضا سے گزارا۔ نماز باجماعت کے پابند اور لمبے نوافل ادا کرنے والے تھے۔ آپؓ کی زندگی کا طُرّہ ٔامتیاز دعائیں کرنا ہی تھا۔ غریب طبع اور صابروشاکر تھے۔

حضرت بابا کرم الٰہی صاحبؓ اَن پڑھ بھی تھے اور معمّر بھی لیکن تہجد کے پابند تھے اور نماز کے لئے معمول تھا کہ سب سے پہلے مسجد میں پہنچتے اور سب سے آخر میں مسجد سے واپس آتے۔ نہایت حلیم اور غریب الطبع اور سادہ دیہاتی وضع قطع کے بزرگ تھے۔

آپؓ نے 25؍ستمبر 1959ء کو بعمر 94سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔

....

حضرت بھائی الٰہ دین صاحبؓ

حضرت احمد دین صاحبؓ ساکن شاہدرہ (لاہور) نے 1897ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ اس وقت تک آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ بعد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا جس کا نام الٰہ دین رکھا گیا۔

بیعت سے قبل حضرت احمد دین صاحبؓ نیارے کا آبائی پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ بیعت کے بعد انہوں نے سوچا کہ اب مَیں حضرت اقدسؑ کی غلامی میں آگیا ہوں اس لئے اب میں کُوڑے کی گندگی سے رزق تلاش نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپؓ نے نیارے کا پیشہ ترک کرکے منیاری کا سامان پھیری لگاکر بیچنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کام میں بہت برکت دی۔

حضرت الٰہ دین صاحب کی پیدائش دسمبر 1900ء میں یا اس سے کچھ قبل ہوئی تھی۔ آپ کے صحابی والدین ہر سال جلسہ سالانہ پر قادیان جایا کرتے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اپنا اکلوتا بچہ پیش کرکے عرض کیا کرتے کہ یہ ایک ہی ہمارا بیٹا ہے اور یہ پیدائشی احمدی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام شفقت سے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے۔ جب یہ بچہ سات سال کا ہوا تو والدین کے سکھانے پر 1907ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر بچہ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں السلام علیکم بھی عرض کیا اور حضورؑ نے اس بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ حضرت مولوی الٰہ دین صاحبؓ کو بھی صرف اتنی ہی بات یاد تھی۔

حضرت الٰہ دین صاحبؓ چونکہ ہوش سنبھالتے ہی نماز روزہ اور عبادات میں باقاعدہ اور اپنا زیادہ وقت مسجد میں ہی گزارتے تھے اس وجہ سے مولوی الٰہ دین کہلانے لگے۔ تعلیم مڈل تک تھی۔ قرآن کریم مع ترجمہ پڑھا اور چند دینی کتب پڑھنے کے بعد درزی کا کام سیکھا اور مہارت حاصل کی۔ پھر آپؓ کی شادی رابعہ بیگم صاحبہ سے ہوگئی اور اس کے بعد آپؓ کے والد حضرت احمد دین صاحبؓ ہجرت کرکے قادیان آگئے اور محلّہ دارالفتوح میں اپنا مکان بناکر باقی زندگی یہیں گزاردی۔

مولوی الٰہ دین صاحب کی رہائش شاہدرہ ٹاؤن میں تھی اور آپؓ شاہدرہ موڑ پر ایک دکان میں اپنا کام کرتے تھے۔ یہ سلسلہ قریباً 20 سال تک جاری رہا۔ ایک موقعہ پر ایک بدبخت نے آپؓ کو گلا گھونٹ کر ماردینے کی کوشش کی۔ چند شریف الطبع لوگوں نے جو وہاں موجود تھے، آپؓ کی جان بچائی۔ اس واقعہ کے بعد آپؓ نے شاہدرہ ٹاؤن میں رہتے ہوئے ہی کام جاری رکھا۔

حضرت مولوی الٰہ دین صاحبؓ کا بھی ایک ہی بیٹا نورالدین تھا جس سے آگے کئی لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ اپنے اس بیٹے کی شادی اور دیگر گھریلو مصروفیات سے فارغ ہوکر حضرت مولوی صاحبؓ 11 مئی 1948ء کو قادیان آنے والے قافلہ میں قادیان آکر درویشوں میں شامل ہوگئے اور درویشی کا دَور نہایت صبر وقناعت سے گزارا۔ آپ کی اہلیہ بھی متعدد مرتبہ قادیان آکر کئی کئی ماہ تک قیام کرکے جاتی رہیں اور آپ خود بھی ویزا پر پاکستان جاکر بچوں سے مل آتے رہے۔ مسجد مبارک قادیان میں آپ امامت بھی کرواتے رہے۔

1970ء میں پاک وہند کے مابین حالات خراب ہونے کے بعد 1978ء میں قادیان سے ایک بڑا قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ پر گیا۔ اس قافلہ میں حضرت مولوی الٰہ دین صاحب بھی تھے۔ قافلہ دارالضیافت میں ٹھہرایا گیا۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ حضرت مولوی صاحبؓ کی اہلیہ بھی آپؓ کو ملنے کے لئے جلسہ پر آئی ہیں تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے (جو اُس وقت نائب افسر جلسہ سالانہ تھے) اپنے گھر پر ایک سٹور کا قیمتی سامان باہر نکال کر اس بزرگ جوڑے کے لئے رہائش کا انتظام کیا۔

حضرت مولوی الٰہ دین صاحبؓ جب قادیان آئے تو آپ کی ڈیوٹی دفتر زائرین میں لگائی گئی۔ آپؓ کی طبیعت جوانی سے ہی عبادات کی طرف میلان رکھتی تھی۔ آخری عمر میں تو آپؓ کا سارا وقت ہی عبادت میں گزرتا۔ جب تک ہمّت تھی آپؓ نمازیں مسجد مبارک میں جاکر ادا کرتے رہے۔ 28؍دسمبر 1982ء کو آپؓ کی وفات بعمر 86 سال ہوئی۔ آپؓ آخری درویش صحابی تھے۔ 1945ء میں آپؓ نظام وصیت میں شامل ہوئے تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

....

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ ولد مہتہ گوراندتہ مل صاحب آف گنجرو ڑدتاں تحصیل شکرگڑھ کو 1895ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت عطا ہوئی۔ حضرت اقدسؑ نے آپؓ کو اپنے 313 اصحاب میں شامل فرمایا ہے۔ آپؓ کا تفصیلی ذکرخیر قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل 16؍اگست 2002ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بن چکا ہے۔

آپؓ کے والد نے آپؓ پر ہرظلم توڑا لیکن آپؓ ثابت قدمی سے اسلام پر قائم رہے اور لمبا عرصہ کے بعد آخر حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں دوبارہ پہنچ گئے اور پھر تیرہ سال تک حضورؑ کی صحبت میں رہ کر خدمت بجالانے کا شرف حاصل کیا۔ اور حضورؑ کے وصال کے بعد بھی قادیان میں ہی مقیم رہے۔ تقسیمِ ہند کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد سے مجبوراً ہجرت کی۔ لیکن جلد بعد حضور ہی کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مئی 1948ء میں واپس قادیان پہنچ گئے۔ پھر دورِ درویشی میں تیرہ سال گزار کر آپؓ جب سفر پر پاکستان گئے تو 6 جنوری 1961ء کو دورانِ سفر قریباً 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ تاہم غیرمعمولی حالات کے باوجود بھی آپ کا جنازہ پہلے ربوہ اور لاہور سے ہوتا ہوا براستہ امرتسر و بٹالہ قادیان پہنچا اور آپؓ کی حضرت مسیح موعودؑ سے سچی اور دلی محبت کا معجزانہ ثبوت بہم پہنچایا اور حضورؑ کی آپ کے حق میں اس توقع کو ایک نئی شان سے پورا کیا کہ ''ہمارا ہے تو آجائے گا''۔

بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ 2 میں آپؓ کی تدفین ہوئی۔ حضرت بھائی صاحبؓ کی خواہش تھی کہ آپؓ کی قبر پر یہ الفاظ لکھے جائیں کہ: ''غلام وخادم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وخاندان اقدس''۔

1908ء میں حضورؑ کے آخری سفرلاہور کے موقعہ پر بھی آپؓ کو رفاقت وخدمت کا شرف حاصل ہوا۔ حضورؑ کے وصال کے بعد جب حضورؑ کا جسدِ اطہر لاہور سے قادیان لایا گیا تو حضرت بھائی جی عبدالرحمٰنؓ اس رتھ کے ساتھ ساتھ تھے جس میں حضرت امّ المومنینؓ سوار تھیں۔

حضرت بھائی جیؓ نے اپنی عمرعزیز کے 65 سال اسی در کی دربانی میں گزار دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو دین ودُنیا میں سرفراز کردیا۔ اولاد بھی دی اور جائیداد بھی۔ اور پھر یہ سعادت بھی بخشی کہ زمانۂ درویشی میں بھی قادیان میں رہ کر صدر صدرانجمن احمدیہ، صدرانجمن تحریک جدید اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ کے ممبر کی حیثیت سے خدماتِ سلسلہ بجالاتے رہے۔

ستّر سال کی عمر میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ نے عزم جوانانہ کے ساتھ 'جنازہ گاہ' کی تشکیل کا کام شروع کیا۔ ہرصبح عصا ٹیکتے ہوئے اوزار پکڑے باغ بہشتی مقبرہ میں پہنچتے۔ بوڑھے اور کمزور ہاتھوں سے کھرپا چلا چلاکر صفائی کرتے، جھاڑو دیتے اور بالٹی میں مٹی دُور سے لاکر بھرتی ڈالتے۔ ظہر کے وقت کام ختم کرتے۔ حضرت بھائی جیؓ کے عزم، جواں ہمتی اور محبت وعمل کی یادگار ''جنازہ گاہ'' اب مستقل صورت میں موجود ہے۔

آپؓ ایک باکمال مصنّف بھی تھے۔ آپ کے تین مضامین ''جلسہ اعظم مذاہب 1896ء''، ''عید قربان 1900ء خطبہ الہامیہ'' اور ''سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا آخری سفرلاہور اور وصال'' سیرت المہدی میں آخر پر درج کئے گئے ہیں۔ اسی طرح اخبار بدر میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

....

حضرت حاجی محمدالدین صاحب تہالویؓ

حضرت حاجی محمدالدین صاحب تہالویؓ ابن مکرم نوراحمد صاحب آف دھرم کوٹ رندھاوا کا ذکرخیر قبل ازیں ''الفضل انٹرنیشنل'' 6؍اپریل 2001ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں تفصیل سے شامل اشاعت کیا جاچکا ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 17, 2016 – June 23, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 17, 2016

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan: The topic is 'Darood Sharif'.
01:00	Qur'an Sab Se Acha: The topic is 'the Holy Prophet Muhammad (saw)'.
01:25	As-Sayyam: Answering questions relating to the month of Ramadhan.
02:35	Tilawat: Part 11.
03:30	Dars-e-Ramadhan [R]
03:50	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 25-29 of Surah, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 41, recorded on March 06, 1987.
05:30	Qur'an Sab Se Acha [R]
06:00	Tilawat: Surah Al-A'raaf, verses 89-160.
06:50	Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'Ramadhan- a way of spiritual progress'.
07:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 22.
07:30	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
08:00	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
09:05	Indonesian Service
10:10	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 27-30 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 42, rec. March 08, 1987.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah At-Talaaq, verses 1-8 with Urdu translation.
13:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 22.
14:05	Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2012.
15:10	Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
15:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 20.
18:00	World News
18:20	In His Own Words [R]
18:55	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan [R]
19:20	Tilawat: Part 11.
20:30	Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
23:25	Tilawat: Surah Yoonus, verses 24-110, Surah Hood, verses 1-6.

Saturday June 18, 2016

00:30	World News
01:15	Tilawat: Part 12.
02:25	Friday Sermon: Recorded on June 17, 2016.
03:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:40	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Surah Al-Anfal, verses 42-76 and Surah At-Tawbah, verses 1-29.
07:00	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'seeking forgiveness'.
07:15	Al-Tarteel: Lesson no. 41.
07:45	Story Time: Programme no. 21.
08:00	International Jama'at News
08:35	Friday Sermon: Recorded on June 17, 2016.
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 27-31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 43, rec. March 13, 1987.
12:30	Seerat-un-Nabi: An Urdu discussion programme about the honesty and high morals of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:00	Tilawat: Surah At-Talaaq, verses 9-13 and Surah At-Tahreem, verses 1-8 with Urdu translation.
13:15	Dars-e-Malfoozat [R]
13:30	Al-Tarteel: Lesson no. 41.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Seerat-un-Nabi [R]
19:00	Al-Saum
19:20	Tilawat: Part 12.
20:30	International Jama'at News
21:00	Story Time: Programme no. 21.
21:30	Dars-ul-Qur'an [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday June 19, 2016

00:10	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 30-93.
01:00	Al-Saum
01:15	Tilawat: Part 13.
02:30	Al-Saum
02:45	Friday Sermon: Recorded on June 17, 2016.
03:55	Maidane Amal Ki Kahani
04:30	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 94-129 and Surah Yoonus, verses 1-23.
06:55	Dars-e-Hadith: The topic is 'importance of fitrana in Ramadhan'.
07:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 22.
07:35	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
08:50	Faith Matters: Programme no. 174.
09:50	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 27 - 31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 44, rec. March 15, 1987.
12:25	Tilawat: Surah At-Tahreem, verses 9-13 and Surah Al-Mulk, verses 1-15.
12:45	Friday Sermon: Recorded on June 17, 2016.
13:55	Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2012.
14:55	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
16:00	Live Press Point
17:05	Yassarnal Quran [R]
17:20	As-Sayyam
18:00	World News
18:20	Development Of Mosques Documentary
18:55	Roots To Branches
19:25	Tilawat: Part 13.
20:30	Live Beacon Of Truth
21:35	Dars-ul-Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 24-110 and Surah Hood, verses 1-6.

Monday June 20, 2016

00:00	World News
00:20	Friday Sermon
01:30	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
02:40	Tilawat: Part 13.
03:35	Friday Sermon: Recorded on June 17, 2016.
04:35	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 1-99 and Surah An-Nahl, verses 1-37.
06:55	Dars-e-Hadith: the topic is 'importance of fitrana in Ramadhan'.
07:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 41.
08:00	International Jama'at News
08:35	Sahibzadi Amatul Naseer Begum: An Urdu programme on the life and character of Late Sahibzadi Amtul Naseer Begum, daughter of Hazrat Musleh Ma~ood (ra).
09:25	Seerat-e-Rasool: A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak.
09:55	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on January 22, 2016.
11:05	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 30 - 33 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 45, rec. March 20, 1987.
13:00	Tilawat: Surah Al-Mulk, verses 16-31.
13:15	Dars-e-Hadith [R]
13:30	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
15:30	Seerat-e-Rasool [R]
16:00	Sahibzadi Amatul Naseer Begum [R]
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Seerat-e-Rasool [R]
19:05	Tilawat: Part 14.
20:30	Dars-e-Hadith [R]
20:45	In His Own Words
21:20	Dars-ul-Qur'an [R]
23:05	Tilawat: Surah Al-Nahl, verses 38-129.

Tuesday June 21, 2016

00:05	World News
00:25	Dars-e-Hadith
00:40	Sahibzadi Amatul Naseer Begum
01:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:25	Tilwat: Part 15.
03:15	Seerat-e-Rasool
03:45	In His Own Words
04:15	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 1-90.
07:00	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'steadfastness'.
07:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 23.
07:30	In His Own Words
08:00	Food For Thought
08:25	Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
08:50	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Qur'anic verses 32 - 36 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 46, recorded on March 22, 1987.
12:40	Tilawat: Surah Al-Qalam, verses 1-26.
12:55	Dars-e-Malfoozat [R]
13:10	Yassarnal Quran [R]
13:25	Waqfe Aarzi
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
16:35	Press Point: Recorded on June 19, 2016.
17:45	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Noor-e-Mustafwi
18:35	Tilawat: Part 15.
19:30	Live The Bigger Picture
20:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 17, 2016.
21:30	Dars-ul-Qur'an [R]
23:10	Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 91-112 and Surah Al-Kahf, verses 1-75.

Wednesday June 22, 2016

00:10	World News
00:25	In His Own Words
01:00	Noor-e-Mustafwi
01:15	Tilawat: Part 16.
02:25	Press Point
03:25	Story Time: Programme no. 22.
03:50	Food For Thought- Food Labels
04:15	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 76-111 and Surah Maryam, verses 1-99.
07:00	Dars-e-Ramadhan: The topic is 'Lailatul Qadr'.
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 41.
08:00	The Bigger Picture: Recorded on June 21, 2016.
08:50	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
09:20	Na'atiya Mehfil
10:05	Indonesian Service
11:10	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 33 - 38 of Surah Al-Imran, by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 47, recorded on March 27, 1987.
12:55	Tilawat: Surah Al-Qalam, verses 27-35.
13:10	Dars-e-Ramadhan [R]
13:25	Al-Tarteel: Lesson no. 41.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Live Deeni-o-Fiqahi Masail
16:05	Kids Time: Programme no. 20.
16:40	Na'atiya Mehfil [R]
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
18:50	French Service
19:20	Tilawat: Part 16.
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:35	Dars-ul-Qur'an [R]
23:15	Tilawat: Surah Taa Haa, verses 1-136.

Thursday June 23, 2016

00:05	World News
00:30	Na'atiya Mehfil
01:15	Tilawat: Part 16.
02:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:30	In His Own Words
04:15	Dars-ul-Qur'an
06:05	Tilawat & Ramadhan Dars-e-Hadith
07:20	Yassarnal Quran: Lesson no. 23.
07:35	In His Own Words
08:05	Beacon Of Truth
09:05	Al Hambra Palace
09:50	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 37 - 39 of Surah Al-Imran, by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 48, recorded on March 29, 1987.
13:00	Tilawat: Surah Al-Haaqqah, verses 1-26 with Urdu translation.
13:15	Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:30	Yassarnal Quran [R]
14:00	Friday Sermon: Recorded on June 17, 2016.
15:05	Al Hambra Palace [R]
15:30	Qur'an Sab Se Acha
16:10	Persian Service
16:40	Beacon Of Truth
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Tilawat: Part 17.
19:30	Live German Service
20:40	Qur'an Sab Se Acha
21:20	Dars-ul-Qur'an [R]
23:20	Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 1-79.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 — Friday 17 June, 2016 — Issue No. 25

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ڈنمارک وسویڈن 2016ء

ڈنمارک کے ریڈیو چینل Radio 24 syv کو انٹرویو۔ انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔

جماعت احمدیہ ڈنمارک کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ۔ شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ واہم ہدایات۔

کوپن ہیگن (ڈنمارک) سے روانگی اور مالمو (Malmo) سویڈن میں ورودِ مسعود۔

مسجد محمود مالمو میں تشریف آوری اور احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

10؍مئی 2016ء بروز منگل

صبح سواچار بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد نصرت جہاں‘‘ تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے دس بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

ریڈیو انٹرویو

ڈنمارک کے ریڈیو چینل Radio 24 syv کی نمائندہ جرنلسٹ رشی رشید صاحبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئی ہوئی تھیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ اپنے آپ کو احمدیہ جماعت کیوں کہتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان اسلام کی اصل تعلیمات کو بھول جائیں گے اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں موجود تو ہوگا لیکن اس پر عمل نہ ہوگا۔ اور قرآن کریم کی غلط تشریحات کی جائیں گی۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح اور مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس پیشگوئی کے مطابق جس مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ نے اسلام کے احیائے نو کے لئے آنا تھا وہ آچکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح اور مہدی کے آنے کی جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب پوری ہو چکی ہیں۔

دوسرے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ وجود ہیں۔ مسیح تو آسمان پر بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں آئیں گے اور مہدیؑ ابھی تک مبعوث نہیں ہوئے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ مسیح اور مہدیؑ ایک ہی وجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح اور مہدیؑ کو ایک ہی وجود قرار دیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کوئی بھی شخص جو اس دنیا میں آتا ہے وہ ہزاروں سال زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک شخص اپنی طبعی عمر پا کر وفات پاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اتنا لمبا عرصہ کوئی زندہ رہنے کا حقدار تھا تو وہ سب سے پیارا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور جس مسیح نے بھی آنا تھا آپ کا مثیل بن کر آنا تھا۔

حضور انور نے فرمایا یہ بھی پیشگوئی تھی کہ جو مسیح و مہدی آئے گا وہ اپنی جماعت بھی بنائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ جس طرح یہودیوں کے مختلف فرقے بنے تھے اسی طرح اسلام میں بھی مختلف فرقے بنیں گے اور ان میں سے ایک فرقہ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے والا ہوگا اور وہ جماعت ہوگا۔ پس اسی وجہ سے ہم اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کہتے ہیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا: جب میں یہاں کسی پروگرام میں سنی اور شیعہ امام اور سکالرز کو بلاتی ہوں اور جب یہ کہتی ہوں کہ ہم اپنے اس پروگرام میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کو بھی بلانا چاہتے ہیں تو وہ انکار کردیتے ہیں اور یہ لوگ آپ کو اپنی طرح کا مسلمان نہیں سمجھتے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی یہ بھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اس کے بعد اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ (اور یہ زمانہ 300 سال تک ممتد رہے گا) اس کے بعد پھر پہلے سے بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی (اور یہ اندھیرا زمانہ ایک ہزار سال تک ممتد ہوگا) پھر اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔

اس پیشگوئی کے مطابق تیرہویں صدی کے آخر پر یا چودہویں صدی کے شروع میں آنے والے مسیح و مہدیؑ نے مبعوث ہونا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ آچکا ہے جبکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں آیا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ آنے والے کا درجہ نبی کا ہے۔ وہ نبی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اُسے چار مرتبہ نبی اللہ کہا ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ آیا ہے اور کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آیا۔ قرآن وہی ہے اور اسلامی تعلیمات وہی ہیں، کوئی نئی تعلیمات نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ظلّی طور پر نبی ہے۔ جب کہ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ کسی لحاظ سے بھی نبی نہیں ہے۔ پس ہم میں اور ان میں یہ اختلاف ہے۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو یہ خدا تعالیٰ کی صفات اور اُس کے اختیار کو ختم کرنے والی بات ہے اور کوئی آدمی یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ ایسی حرکت کرے۔ چنانچہ یہ وجہ ہے کہ دوسرے ہمیں مسلمان کے طور پر قبول نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں ہیں کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے نبی ہیں اور آپؑ کو نبی کا یہ ٹائٹل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیا ہے اور آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع اور غلامی میں نبی کے مقام پر فائز ہیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے عرض کیا کہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ تو یہی ہے کہ ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں۔**

اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ یہ کہیں لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ اس کلمہ میں یہ ذکر نہیں کہ وہ آخری نبی ہیں۔ باقی جہاں تک آخری ہونے کی بات ہے قرآن کریم آپ کو ’’خاتم النبیین‘‘ کہتا ہے اور ہم اس کے دوسروں سے مختلف یہ معنے کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کی مُہر ہیں۔ ہم اس کو مہر کے معنوں میں لیتے ہیں۔ یعنی آپؐ کی مہر کے بغیر اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ ہاں آپؐ کی مُہر کے ساتھ آسکتا ہے۔ قرآن کریم شریعت کی آخری کتاب ہے۔ کوئی نئی شریعت اب نہیں ہے اور شریعت لانے والے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

دوسرے لوگ خاتم النبیین کے یہ معنے کرتے ہیں کہ آپؐ نے مہر لگا کر نبی کا ٹائٹل ہی Seal کردیا ہے۔ یعنی اب نبی کے آنے کا دروازہ بند ہے۔

حضور انور نے فرمایا: کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ وہ ان آیات کی ایسی تشریح کرلے جو خدا تعالیٰ کی صفات کو محدود کردے اور اُس کے حق اور اختیار کو روک دے۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جب دوسرے مسلمان آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے تو آپ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ جبکہ آپ کے پاس مسجد بھی ہے اور آپ ایک ہی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں۔ ان سب باتوں کے باوجود آپ کو دوسرے مسلمان نہیں سمجھتے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جس طرح یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبول نہیں کیا تھا باوجود اس کے کہ تورات میں آپؑ کے آنے کے بارہ میں تمام پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اسی طرح اس آخری زمانہ میں آنے والے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راہ میں بھی مسلمانوں کی طرف سے روکیں ڈالی جائیں گی اور باوجود نشانات پورے ہونے کے مخالفین قبول نہیں کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا: باوجود ان سب روکوں کے ہم اسلام کی سچّی اور حقیقی تعلیم پھیلا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ہر سال لاکھوں لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب آپ دیکھیں کہ 1889ء میں ایک شخص نے قادیان جیسے ایک چھوٹے سے گاؤں میں مسیح و مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا اور اعلان کیا کہ میں وہی موعود مسیح اور مہدی ہوں جس کے آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی اور یہ اعلان کرنے کے وقت وہ اکیلا تھا۔ پھر لوگ اس کے ساتھ ملنے شروع ہوئے اور جب 1908ء میں اُس کی وفات ہوئی تو اس کی کمیونٹی کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ چکی تھی اور اس کو قبول کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد انڈیا اور موجودہ پاکستان میں سے تھی۔ پھر اس کے بعد عرب

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں